REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٭ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ٭ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

REGD. No P. 67.

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ـــ ۲۱
ایڈیٹر:
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:
خورشید احمد انور

شمارہ ـــ ۳۴
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۴ رجب ۱۳۹۲ ہجری ۔ ۲۴ ظہور ۱۳۵۱ ہجری شمسی ۔ ۲۴ اگست ۱۹۷۲ عیسوی

اُخبار احمدیہ

قادیان ۲۲ ظہور (اگست)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق لندن کی معرفت آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔ حضور انور ایبٹ آباد ہی میں تشریف فرما ہیں۔ احباب التزام کے ساتھ اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرام ہونے کے لئے دعائیں جاری رکھیں ٭

قادیان ۲۲ ظہور (اگست)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال خیر و عافیت سے ہیں۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ٭

★ ـــ حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل امیر مقامی قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ قادیان اور مضافات میں پچھلے دنوں معمولی سی بارش ہوتی تھی جس کی وجہ سے موسم کچھ خوشگوار ہوگیا ہے تاہم بارش کی کمی کے سبب خشک سالی کا غلبہ ہے۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماوے آمین ٭٭

برطانیہ میں غانا کے ہائی کمشنر سے جماعت احمدیہ کے ایک وفد کی ملاقات

قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش

(از مکرم جناب خواجہ نذیر احمد صاحب پریس سیکرٹری مسجد فضل۔ لندن)

افریقہ کے تاریک براعظم کو اسلام کی روشنی سے منور کرنے کے لئے آج سے نصف صدی پہلے جماعت احمدیہ نے افریقہ میں کام کا آغاز کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ عیسائی مشنری بھاری تعداد میں عیسائی حکومتوں کی پشت پناہی اور بھرپور تعاون سے اس سرزمین پر اپنے پنجے مضبوطی سے گاڑے ہوئے تھے۔ سارے افریقہ میں ایک یا دو مبشرین اسلام نے نہایت بے سروسامانی اور نامساعد حالات میں باشندگانِ افریقہ کو اسلام کا پیغام پہنچانے کا فریضہ اپنے ذمہ لیا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اپنے بلند ہمت امام کی دعاؤں اور انتھک کوششوں کے طفیل یہ فرزندانِ اسلام مصائب و مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے۔ آخر وہ وقت آیا جب عیسائی متاد اپنے لاؤ لشکر سمیت مجاہدینِ اسلام کے ہاتھوں پسپا ہوئے اور ہر طرف اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔

سیدنا حضرت بلال رضی کی اولاد چودہ صدیوں تک اندھیرے میں بھٹکنے کے بعد رسولِ عربی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات کے طفیل دوبارہ جادۂ مستقیم پر گامزن ہوگئی۔ اندھیرے چھٹ گئے اور اجالوں نے ڈیرا ڈال لیا۔ وہ جو کبھی گمراہی و جہالت کا شکار تھے مبشرین اسلام کی مساعیٔ جمیلہ اور تعلیم و تربیت سے معلّم بن گئے۔ افریقہ کے کونے کونے میں اسلام کی منادی کی۔ اُن کی وارفتگی اور فدائیت کو دیکھتے ہوئے مرکز میں عظیم ذمہ داریوں اور بے پناہ مصروفیات کے باوجود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے اپنے ان رُوحانی فرزندوں کی رُوحانی تشنگی کو مٹانے کے لئے بنفسِ نفیس مغربی افریقہ کا سفر اختیار فرمایا۔ اور چند دن اس قدیم اور عظیم قوم کے درمیان رونق فرما رہے۔ اُن کے ایمانوں کو جِلا بخشی۔ اُن کی

رُوحانی اور مادی ضروریات کا بچشم خود مطالعہ فرمایا۔ اور الٰہی منشاء کے ماتحت ایک نئی سکیم "نصرت جہاں فنڈ" کے نام سے جاری فرمائی جس کے ذریعہ وہاں انشاء اللہ کئی نئے سکول اور ہسپتال کھولے جائیں گے۔ اور کھل چکے ہیں۔ اور ان سے جو آمد ہوگی وہ بھی انہی ملکوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے خرچ ہوگی۔

مغربی افریقہ کے جن چھ ممالک کا حضرت اقدس نے دورہ فرمایا تھا ان میں غانا کی سرزمین اپنی خوش بختی پر جس قدر بھی ناز کرے کم ہے۔

مغربی افریقہ کے ان چھ ممالک کے سفراء کو اپنی مساعی اور خدمات سے روشناس کرانے کے لئے مکرم و محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد فضل لندن نے سہ رُکنی وفد کی قیادت فرماتے ہوئے جس میں مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی اور خاکسار خواجہ نذیر احمد پریس سیکرٹری مسجد فضل لندن ہز ایکسی لینسی ایچ۔ وی۔ ایچ سیکئی (H.V.H. SEKYI) ہائی کمشنر غانا متعینہ لندن سے ملاقات کی۔ ملاقات کا دن ۲۳ مئی ۷۲ء ۱۱ بجے صبح تھا۔ وفد مکرم امام صاحب کی معیت میں ہائی کمشنر صاحب کے دفتر پہنچا۔ افسر استقبال سے تعارف کے بعد وفد ہز ایکسی لینسی کے پرسنل سٹاف کے ساتھ ان کے کمرے میں پہنچا۔ مکرم امام صاحب نے اراکینِ وفد کا تعارف کرانے کے بعد جماعتی سرگرمیوں خصوصاً غانا میں جماعت کے کارہائے نمایاں کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

نصرت جہاں سکیم کے بارے میں تفصیلاً معلومات بہم پہنچائیں اور بتایا کہ جماعت کس طرح اہلِ غانا کی خدمت تعلیمی۔ ثقافتی۔ طبّی اور مذہبی طور پر کر رہی ہے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے دورہ کا بھی تفصیل سے ذکر کیا۔ ہائی کمشنر صاحب بڑی توجہ سے باتیں سُنتے رہے۔ اس ضمن میں محترم امام صاحب نے غانا میں جماعت کے جاری کردہ ہسپتالوں کے لئے دواؤں کی ترسیل کے بارے میں مشکلات کا ذکر کیا۔ ہز ایکسی لینسی نے وعدہ فرمایا کہ اس سلسلہ میں وہ اپنی حکومت کی توجہ مبذول کرائیں گے۔

محترم امام صاحب نے ہائی کمشنر صاحب کو مشن آنے کی دعوت دی جسے انہوں نے بخوشی قبول فرمایا۔ عنقریب دوسرے افریقی ممالک کے سفراء سے ملاقات اور دعوت کی منظوری کے بعد ہز ایکسی لینسی کو تاریخ سے مطلع کر دیا جائے گا۔

(باقی دیکھئے صلا پر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۱ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اکیاسی ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۱ ہجری شمسی مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء رکھی گئی ہیں۔ جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تا کہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کر کے اس عظیم الشان رُوحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں ٭

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ٭

پہلی قسط

ہندوستان اور مسلمان

ایک مذہبی اور ثقافتی جائزہ

از مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل

ہندوستان ایک جہان اور بڑا دیش ہے۔ جس کو قدرت نے قسما قسم کی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ پروفیسر میکسمولر نے ہندوستان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:۔

"بالفرض اگر میں کسی ملک کو ڈھونڈھ نکالنے میں ساری دُنیا کو چھان ڈالتا جو قدرت کی نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال۔ سرسبز و شاداب خزانوں کی کثرت سے معمور اور ہر قسم کی قوتوں سے بھرپور ہوتا خواہ وہ پردہ زمین پر بہشت کا ہی ہمسر کیوں نہ سمجھا جاتا تو ضرور میں اس کو ہندوستان ہی کہتا۔ بالفرض مجھ سے دریافت کیا جاتا کہ آسمان کے نیچے کون سے طبقہ زمین میں انسانی ضمیر نے اپنی بعض حد درجہ کی نعمتوں کو نہایت ہی کامل طور پر ظاہر کیا ہے اور زندگی کے مسائل پر بے انتہا گہرائی سے غور و خوض کیا ہے اور اس میں سے بعض ایسے مسائل کو حل کر لیا ہے جن پر افلاطون اور کانٹ نے بھی توجہ دی تو میں اسے ہندوستان ہی بتاتا۔"

ہمالیہ سے راس کماری تک اور کوہ سلیمان سے بحرِ مشرق تک ہندوستان آباد نظر آتا ہے۔ جس میں خدا کی نعمتیں بھری پڑی ہیں۔ اگر کسی کو علم طبقات الارض کے جاننے کا شوق ہو تو ہمالہ سے راس کماری تک اس کے تجربہ کے لئے لق و دق زمین پڑی ہے۔ اگر علم نباتات حاصل کرنا ہو تو اس کے لئے کوہ سلیمان سے بحرِ مشرق تک کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ اگر کسی کو علم حیوانات کے بارے میں کچھ جاننے کی خواہش ہو تو اس کے لئے [illegible] میدان کھلا ہے۔ اگر کسی کا رجحان اسلاف کے حالات جاننے کی طرف مائل ہو تو ہندوستان خود اسلاف کی ایک تاریخ ہے۔

ہندوستان کی خوشگوار اور لطیف آب و ہوا۔ موسموں کا اعتدال۔ اس کی شادابی و سرسبزی اور اس کی پیداوار کی کثرت بے اختیار انسانوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آریوں نے وسط ایشیا سے آکر اس کو اپنا وطن بنایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے بھی اسکی خوبیوں پر فریفتہ ہو کر آریوں کی طرح اس کو اپنا گھر بنا لیا۔ بلاشبہ ہندوستان کی طبیعت میں کچھ ایسی ملنساری اور مہمان نوازی ہے کہ آریہ آئے تو اُن کے قدموں کے نیچے آنکھیں بچھا دیں اور ایسا دل کھول کر برتاؤ کیا کہ اپنے قدیم وطن وسط ایشیا کو بھول گئے۔ یونانی آئے تو اُن کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کیا۔ کہ وہ بھی یہاں ہی رہ پڑے۔ غرض کہ ایرانی۔ افغانی۔ سب آنے والوں کے ساتھ اس کی میزبانی دلفریب ہے۔ اور جب **مسلمان** یہاں وارد ہوئے تو ان کی مہمان نوازی میں بھی کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور اس طرح کا مخلصانہ سلوک کیا کہ وہ اپنے آبائی گھر کو بھول گئے۔ پھر اہلِ یورپ آئے تو اُن کا بھی سرگرمی سے استقبال کیا۔ اگرچہ انہوں نے بیشتر آنے والوں کی طرح اسے اپنا وطن نہ بنایا تاہم وہ بھی اس کی بے شمار نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔ باہر سے آنے والے بیشتر اس ملک کی رعنائی و زیبائی پر اس طرح فریفتہ ہو گئے کہ اپنا سب کچھ اس پر نثار کر دیا۔ اور یہاں کے باشندوں میں مل جُل کر اس کے باسی بن گئے۔ اور اپنے ساتھ اپنی اپنی تہذیب و ثقافت بھی لائے۔ اور یہاں کی تہذیب و ثقافت اور تمدن کے ساتھ مل کر ایک ایسی مضبوط۔ پائیدار اور عمدہ تہذیب و سنسکرتی پیدا کی کہ ہزاروں برس گذر جانے کے باوجود آج بھی اس کی دیواریں اتنی مضبوط اور مستحکم ہیں کہ متعدد طوفان بھی انہیں متزلزل نہیں کر سکے۔ **دراوڑ** قوم سے مل کر تو انڈو آرین کلچر کی بنیاد پڑی۔ اور اس تہذیب و کلچر نے دُنیا کو بڑے بڑے دماغی نمونے عطا کئے۔ مثلاً لازوال فلسفہ۔ علم طب۔ علم ریاضی۔ وغیرہ۔ ہندوستان اور عربوں کے تعلقات بہت ہی دیرینہ اور پُرانے تھے۔ عربوں نے ہندوستان کی کتابوں کے ترجمے کئے۔ اور اس طرح دُنیا نے عربوں کے ذریعہ ہندوستان کے علوم کو جانا اور پہچانا۔ آج ہم اس تہذیب و تمدن کو ہندوستانی سنسکرتی کے نام سے جانتے ہیں۔ اگرچہ اس سنسکرتی اور اس تہذیب میں مسلمانوں نے بھی معتدبہ اضافہ کیا۔ چنانچہ بنگال کے مشہور لیڈر اور سائنس والے ڈاکٹر پی۔ سی۔ رائے نے کہا تھا:۔

"ہندوستان کی سنسکرتی (تہذیب و تمدن) کو مسلمانوں نے ایک زرین لباس اور قیمتی زیورات پہنائے ہیں۔ اگر آج ہم یہ قیمتی لباس اور اور زیورات اُتار لیں تو ہندوستان کی دیوی بہت ہی بھیانک ہو جائے گی۔"

جب کچھ عرصہ بعد تعصب اور غلط فہمیوں کے نقاب ہمارے اہلِ ملک پر سے ہٹ جائیں گے تو مسلمانوں نے جو یہاں کے باشندوں میں گھل مل گئے تھے یہاں کی تہذیب و تمدن میں جو اضافے کئے وہ یقیناً بیان ہوں گے۔

زمانۂ وسطیٰ کی تقریباً تمام مذہبی تحریکیں مسلمانوں سے متأثر ہوئیں۔ اور ہندوستان میں تو مسلمان اپنے ہم وطن بھائیوں سے اس طرح گھل مل گئے تھے کہ آج بھی روزمرہ کی زندگی میں اس کا ایک نمایاں اثر ہمیں نظر آتا ہے۔

سینکڑوں سال ہندو اور مسلمان نہایت ہی محبت اور پریم کے ساتھ اس ملک میں رہے۔ اور جیسا کہ مہاتما گاندھی نے "ینگ انڈیا" میں لکھا تھا کہ:۔

"کسی طرح بھی یہ ثابت نہیں کہ برطانیہ کی آمد سے قبل ہندو اور مسلمان آپس میں لڑتے تھے۔"

بلکہ واقعی بھائیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن افسوس اور صد افسوس کہ برطانوی دور میں ہندوستان میں بسنے والی دو عظیم الشان قوموں یعنی ہندو اور مسلمانوں میں منافرت کا بیج بویا گیا۔ اور بڑے زور و شور سے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ ہندو اور مسلمان، ہندو دھرم اور مذہبِ اسلام اور ہندو سنسکرتی اور اسلامی تہذیب ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ اور ان دونوں کا باہم کوئی جوڑ اور تعلق نہیں۔ اور اس طرح ہندو مسلم منافرت کو بعض سیاسی اغراض کے حصول کے لئے بڑھایا گیا۔ اس پروپیگنڈہ کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہندو مسلمانوں کے ملاپ پر بہت بُرا اثر پڑا۔ اور یہ دونوں قومیں ایک دوسرے سے بچھڑ گئیں۔

چنانچہ اب بھی بعض فرقہ پرست جماعتوں کی طرف سے ہندو دھرم اور ہندو سنسکرتی کا راگ الاپا جاتا ہے۔ کہیں مسلمانوں کو "بھارتیہ کرن" کے لئے زور دیا جاتا ہے اور کہیں بھارتیہ سنسکرتی کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ ان حالات میں ہمیں چاہیئے کہ ہم یہ جاننے کی کوشش کریں کہ کیا واقعی ہندو دھرم اور مذہبِ اسلام میں بعد المشرقین ہے اور ان دونوں مذاہب میں کوئی قدرِ مشترک ہے یا نہیں۔ اور کیا ہندو سنسکرتی اور اسلامی تہذیب میں کوئی میل نہیں۔ نیز اسلامی تہذیب نے ہندوستان کی سنسکرتی میں کچھ اضافہ کیا یا نہیں؟

دراصل ہندو مسلمان ہر دو کے علماء اور وِدوانوں سے ایک بہت بڑی کوتاہی ہوئی کہ ایک دوسرے کے مذہب و دھرم کے مطالعہ کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ اور نہ ہی ان دونوں مذاہب کے ماننے والوں نے وسیع رنگ میں اپنی مذہبی اور مقدس کتابوں کا ایک دوسرے سے تعارف کرایا۔ ہندوؤں نے ویدوں اور دھرم شاشتروں کی تعلیم بعض خاندانوں کے ساتھ مخصوص کر دی۔ اور مسلمانوں نے بھی قرآن مجید کا ترجمہ یہاں کی مروجہ زبان میں کر کے ہندوؤں کے سامنے پیش نہ کیا۔ بلکہ اُسے جزدانوں میں لپیٹ کر رکھ دیا۔ اگر دونوں مذاہب سے تعلق رکھنے والے علماء اور وِدوان اپنی مقدس کتابوں کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے تو جو غلط فہمیاں ایک دوسرے کے دل و دماغ میں ایک دوسرے کے مذہب کے بارے میں تھیں وہ سب دُور ہو جاتیں۔ اور اس صورت میں برطانوی دور میں ان دونوں قوموں میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے جو پروپیگنڈہ کیا گیا وہ یقیناً کارگر نہ ہوتا۔ جنوبی ہند میں چونکہ عرب لوگ آئے تھے اس لئے وہاں حالات کا رُخ کچھ اور رہا۔ لیکن شمالی ہند میں اس پروپیگنڈہ کا اثر بہت ہی زیادہ رہا۔

مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید ایک عالمگیر شریعت ہے اور حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم عالمگیر رسُول ہیں۔ قرآنِ مجید نے اِس حقیقت کو بیان فرمایا ہے اور اس حقیقت کے بیان کرنے میں قرآن مجید ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے کہ اس دُنیا کے خالق و مالک اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو رُوحانی گیان دینے کے لئے ہر ملک، ہر قوم اور ہر جاتی میں انبیاء اور رسُول بھیجے ہیں جنہیں ہندوستانی زبان میں رشی منی۔ اور اوتار کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ۔

(سُورہ نحل رکوع ۵)

ترجمہ:۔ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں۔ اُن سب رسولوں کا مشترکہ مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو توحید کی طرف توجہ دلائیں۔ اور شرک سے روکیں۔

پھر فرمایا:۔

اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر ع ۴)

وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ (رعد ع ۲)

یعنی کوئی اُمّت نہیں جس میں کوئی نذیر نہ گذرا ہو۔ اور ہر ایک کے قوم کے لئے خدا نے ہدایت دینے والے بھیجے۔

ان آیات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

ہمیں اپنے اصلاح و ارشاد اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے کام کا ازسرِ نو جائزہ لیکر اس میں تیزی پیدا کرنی چاہیئے

اگر ہم غلبۂ اسلام کی مہم میں کامیاب ہونا ہے تو ضروری ہے کہ ہر قسم کے لوگوں سے اُن کی عقل و سمجھ کے مطابق بات کریں

اسلام کو غالب کرنے کیلئے ہمیں خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو کر لوگوں کیلئے ایک نمونہ بننا پڑے گا

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۳ احسان ۱۳۵۱ ہش مطابق ۲۳ جون ۱۹۷۲ء بمقام عید ہاؤس ایبٹ آباد

سُورہ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:-

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ (الاحزاب: ۲ تا ۴)

اور پھر فرمایا:-

"چند ہفتوں سے گرمی لگ جانے کی وجہ سے مجھے کافی تکلیف رہی ہے۔ بہت سے جمعے تو مَیں پڑھا بھی نہیں سکا۔ گذشتہ جمعہ گرمی کی وجہ سے ضعف کی تکلیف تھی۔ مگر اس کے باوجود میں نے جمعہ پڑھایا کیونکہ مَیں ربوہ سے باہر سفر کرنے سے قبل اپنے بھائیوں سے ملاقات بھی کرنا چاہتا تھا۔ اور ایک نئے مضمون کی ابتداء بھی کرنا چاہتا تھا۔

مَیں نے گذشتہ خطبہ جمعہ میں

جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

کا جو مضمون ہے (اُسے عنوان ہی سمجھنا چاہیئے) اس کے متعلق مختصرًا بیان کیا تھا۔ تفصیل تو ان مضامین کی بہت لمبی ہے، ساری تو بیان نہیں ہو سکے گی۔ لیکن جس حد تک ضروری سمجھونگا، اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل سے بیان کروں گا۔

مَیں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں یہ بتایا تھا کہ "جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" میں تین بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اسلام کے مخاطب ایک ہی ذہنیت رکھنے والے لوگ نہیں ہیں بلکہ وہ مختلف ذہنیتوں کے مالک ہیں۔ وہ مختلف طبیعتیں رکھتے ہیں۔ اُن کے عقائد مختلف ہیں۔ اور پھر چونکہ غلط باتیں بھی کئی قسم اور نوع کی ہوتی ہیں۔ اس لئے مختلف قسم کی غلط باتوں کو صحیح سمجھنے والے لوگ بھی ہیں۔ اس لئے

غلبۂ اسلام کی مہم

میں اگر ہم کامیاب حصّہ لینا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں ہر ایک گروہ سے اس کی سمجھ اور عقل کے مطابق بات کرنی چاہیئے۔

دو گروہ جن کا قرآنِ کریم نے دوسری جگہ ذکر کیا ہے اُن کے متعلق مَیں نے پچھلے جمعہ مختصرًا بتایا تھا کہ ایک گروہ وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتا۔ اب جو شخص خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل نہیں، اُسے آپ اللہ تعالیٰ پر ایمان سے قبل حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت پر ایمان لانے پر راضی کر ہی نہیں سکتے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ اس کے لئے رسُول کے ماننے کا سوال ہی نہیں ہے۔ وہ کہے گا جب اللہ ہی نہیں ہے تو رسُول اللہ کیسے بن گئے۔ دُوسرا گروہ اُن لوگوں کا ہے جو خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ خالق اور ربّ کا ایک مبہم سا مفہوم اُن کے دماغ میں رہتا ہے لیکن اُخروی زندگی پر اُن کا یقین نہیں ہوتا۔ اگر ایسے شخص کے سامنے کوئی یہ کہے کہ تمام مذاہب خصوصًا اسلام نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ قرآنِ کریم کی شریعت پر اگر عمل کیا جائے تو یہ انسان کو

اُخروی زندگی کی نعماء

کا وارث بنا دیتی ہے تو وہ کہے گا مَیں اُخروی زندگی پر ایمان نہیں لاتا لہذا مجھے قرآنِ کریم کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پس قرآنِ کریم کا یہ دعویٰ کہ وہ اُخروی زندگی کو سنوارتا ہے اس شخص کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا، جو اُخروی زندگی پر یقین ہی نہیں رکھتا وہ کہے گا مَیں اُخروی زندگی پر ایمان نہیں لاتا اِس لئے قرآنِ کریم کی میں ضرورت نہیں سمجھتا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو تعلیم نازل کی گئی تھی اس کے متعلق بھی قرآن کریم نے ہمیں یہی بتایا ہے کہ اس میں بھی یہی دعویٰ کیا گیا تھا کہ یہ انہی لوگوں کو فائدہ پہنچائے گی جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ پھر جب حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قرآنِ کریم نے

ایک حسین اُسوہ

کی شکل میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا:-

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ (الاحزاب: ۲۲)

جو شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس کے لئے آپ اُسوۂ حسنہ ہیں اور جو ایمان نہیں رکھتا اس بدقسمت کے لئے آپ کا اُسوۂ حسنہ ہونا فائدہ مند نہیں ہوگا۔

پس یہ دو گروہ بن گئے۔ ایک دہریوں کا اور دوسرے اُخروی زندگی پر ایمان نہ لانے والوں کا۔ ایسے لوگوں کو پہلے تم خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل کرو۔ پھر اُخروی زندگی کا قائل کرو اور پھر اُن کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ پیش کرو تو اُن پر اثر ہوگا۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ بہرحال پچھلے جمعہ کو جو میں نے مختصر سا خطبہ دیا تھا، اُسے میں نے خلاصہ کے طور پر بیان کر دیا ہے۔

جو آیات مَیں نے ابھی پڑھی ہیں، ان میں بھی بڑا وسیع مضمون بیان ہوا ہے۔ لیکن چونکہ میری طبیعت خراب ہے۔ مجھے اس گرمی میں بھی تکلیف ہو رہی ہے اس لئے زیادہ لمبا خطبہ نہیں دے سکتا۔

ان آیات میں دو اور گروہوں کا ذکر ہے۔ دراصل مَیں چاہتا ہُوں کہ اگر سارے گروہ بیان نہ ہو سکیں تو ان میں سے بنیادی طور پر جو اہم گروہ ہیں پہلے اُن کو اور پھر ان کے متعلق قرآن کریم نے جو تعلیم دی ہے اس پر روشنی ڈالوں۔ مَیں بتا چکا ہوں کہ ایک وہ گروہ ہے جو دہریہ کہلاتا ہے۔ دوسرا وہ گروہ ہے جو خدا تعالیٰ کو تو کسی حد تک مانتا ہے لیکن اُخروی زندگی پر ایمان نہیں لاتا۔ قرآن کریم کی بہت ساری آیات میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض آیات کا میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں ذکر کیا تھا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں وہ رسُول پر بھی ایمان لائیں گے۔ جو لوگ رسُول پر ایمان لائیں گے اور اُخروی زندگی پر ان کو یقین ہوگا، ان کو فکر ہوگی کہ اس دُنیا کی چند روزہ زندگی کی بجائے

اُخروی زندگی

کی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ وہ ابدی زندگی ہے۔ وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ جس کی نعمتیں بھی اس دنیوی زندگی کے مقابلے میں بہت ہی اچھی، بہت ہی بہتر اور بہت ہی زیادہ لذتوں اور مسرتوں والی ہیں۔ غرض جو لوگ خدا تعالیٰ اور اُخروی زندگی پر ایمان لاتے ہیں اُن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی (جیسا کہ قرآنِ مجید نے بیان کیا ہے) اسوۂ حسنہ ہے۔ اس طرح جو لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اُخروی زندگی پر بھی ایمان رکھتے ہیں اگر مسلمان نہیں وہ آگے دو گروہوں میں تقسیم ہوتے ہیں ... کو قرآنی اصطلاح میں کافر کہتے ہیں اور ... کو منافق کہتے ہیں۔ ان ہر دو گروہ ... پر ایمان رکھتے ہوئے، اُخروی زندگی ... دنیا میں آسمانی ہدایت کی ضرورت ... کرتے ہوئے بھی ہر وہ آسمانی ہدایت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل ہوئی ان میں سے بہتوں نے انکار کیا اور اس کے ... بڑی جدّ وجہد کی۔ اور بڑا مقابلہ کیا۔ یہاں

تک کہ اس کے خلاف رُوحانی جنگ اور بعض موقعوں پر جسمانی جنگ بھی لڑی گئی۔ اسی طرح پیغمبر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ پر نازل ہونے والی شریعت کا بھی انکار کیا گیا۔ پس آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں، قرآن اور اسلام کے مقابلے میں بھی

دو گروہ

ہیں۔ ایک کافروں یعنی منکرینِ اسلام کا گروہ ہے۔ اس گروہ میں شامل لوگ اسلام کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تو ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسُول نہیں۔ اُخروی زندگی تو ہے اور اس کے لئے آسمانی ہدایت کی بھی ضرورت تو ہے لیکن یہ آسمانی ہدایت نہیں ہے جسے تم اسلام کہتے ہو۔

ایک دوسرا گروہ وہ ہے جو اسلام میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس کے شامل ہونے کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں۔ بعض لوگ دنیوی لالچ کے لئے شامل ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ دنیوی عزّتوں کے لئے شامل ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ دنیوی مشکلات سے بچنے کے لئے اسلام میں شامل ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ وہ اسلام میں شامل تو ہو جاتے ہیں لیکن حقیقی ایمان نہیں لاتے۔ ان کی زبان پر ایمان کا لفظ ہوتا ہے لیکن دِل میں ایمان نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ وہ دو رنگ یعنی منافق ہے۔ یک رنگی اس کی طبیعت میں نہیں ہوتی۔ وہ کسی رنگ میں صاف اور سیدھا نہیں ہوتا۔ نہ قولِ سدید کا پابند اور نہ صراطِ مستقیم پر چلنے والا ہوتا ہے۔

ان دو گروہوں کے متعلق بھی قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر تفصیلی طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس مضمون کو مَیں اپنے وقت پر انشاء اللہ بیان کروں گا۔ لیکن یہاں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہُوں کہ "یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ" میں دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی طرف اشارہ ہے۔

تقویٰ کے معنے

ہیں جو چیز ایذا دینے والی یا ضرر پہنچانے والی ہے اس سے حفاظت کرنا۔ ان چیزوں سے حفاظت کا نام وَقَایَۃ ہے۔ عربی کے بعض قواعد کے لحاظ سے واؤ، ت سے بدل جاتی ہے۔ اس کا اصل مصدر وقی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں فرمایا ہے کہ کافروں کو دیکھو، وہ تعداد میں زیادہ، دنیوی سامانوں میں زیادہ، جتھہ بندی میں زیادہ، سیاسی اقتدار میں زیادہ اور رعب میں زیادہ ہیں۔ پھر تاریخی روایات ان کے حق میں زیادہ ہیں۔ جہاں تک تاریخی روایات کا تعلق ہے وہ اُن کے نتیجہ میں کہہ دیتے ہیں کہ

ہم نے تو اپنے آباء و اجداد کو ایسے عقائد کا پابند نہیں پایا۔ اُن کو تو ہم نے بتوں کی پرستش کرتے ہی دیکھا ہے۔ اُن کو تو ہم نے یہ کرتے اور وہ کرتے دیکھا ہے اور سچّی بات تو یہ ہے کہ شیطان ان کو اس قسم کی احمقانہ باتیں بھی سکھا سکتا ہے کہ ہم نے تو اپنے بڑوں کو ہر رسُول کی مخالفت کرتے دیکھا ہے۔ ہم نے ہر رسول کا انکار کرتے دیکھا ہے۔ اور ہم نے ہر رسُول کا استہزاء کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے بھی کہا ہے کہ جو بھی رسُول آیا۔ خدا کے بندوں میں سے بہتوں نے شروع میں اس سے استہزاء ہی کیا۔

بہرحال ایک تو یہ گروہ ہے جو جتھے میں زیادہ، مال میں زیادہ، سیاسی اقتدار میں زیادہ، رعب میں زیادہ، رعب کے غلط فوائد حاصل کرنے میں زیادہ ہوتا ہے۔ (مسلمان تو اپنے اقتدار اور اثر و رسوخ کا غلط فائدہ اُٹھا ہی نہیں سکتے) اور پھر اسلام کے خلاف منصُوبہ انتہائی طور پر خطرناک اور دل میں بڑی سخت مخالفت کہ اسلام کو مٹا دینا ہے۔

دوسرا گروہ اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو ظاہر میں اسلام لے آتے ہیں۔ لیکن اندر ہی اندر ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ اندر سے اسلام کی جڑیں کاٹنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ

اِسلام کی ترقی

میں رخنہ ڈالتے ہیں۔ جس طرح پانی آہستہ آہستہ بنیادوں میں مار کرتا ہے اور مکان کو گرا دیتا ہے اسی طرح ان کا اثر بھی آہستہ آہستہ رُونما ہوتا ہے۔ ان کی خفیہ طور پر یہ کوشش ہوتی ہے کہ الٰہی سلسلوں میں کمزوری پیدا ہو۔ ایسے لوگ ظاہر میں مسلمان بھی ہوتے ہیں۔ اور ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔

یہ دونوں فتنے یا اسلام کے خلاف دونوں قسم کے منصُوبے اتنے خطرناک ہیں کہ کُفر کے مقابلے میں کھڑے ہونے کے لئے بڑے پختہ ایمان کی ضرورت ہے۔ ورنہ پاؤں ڈگمگا جائیں گے۔ دوسرا نفاق کا فتنہ ہے اس فتنے سے بچنے کے لئے جہاں بڑی ہمّت درکار ہے وہاں اس سے بچنا ایک اچھا نمونہ چاہتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ قرآنِ کریم نے بیان کیا ہے منافق مصلح کے رُوپ میں آتا ہے۔ وہ دوست کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ وہ ایک پیار کرنے والے ساتھی یا بھائی کی شکل میں سامنے آتا ہے وہ اپنے آپ کو چھُپاتا ہے۔ اس کا ظاہر بڑا حسین مگر اس کا باطن ہر لحاظ سے اور ہر رنگ میں نہایت بے ہُودہ۔ بھیانک اور بدصورت ہوتا ہے۔

غرض اس آیت کے لفظی اور ظاہری معنے یہ بنتے ہیں کہ اے نبی! کافرانہ منصوبوں

منافقانہ ریشہ دوانیوں سے اسلام کو بچانے کی خاطر حفاظت کا ذریعہ خدا تعالیٰ کو بناؤ۔ اور مسلمانوں کو یہ کہا (جب مَیں یہ کہتا ہُوں تو میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مسلمان بہرحال زیادہ ہو گئے ہیں اس لئے فرمایا) تم بہت ہو گئے۔ پھر تم مخالفین سے کیوں ڈرتے ہو۔ فرمایا

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

تمہارے سامنے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجُود ہے۔ آپؐ اکیلے تھے۔ مگر مخالفین سے بالکل نہیں ڈرے۔ حالانکہ کفر کے سارے منصُوبے آپؐ کے خلاف اور کُفر کے سارے وار آپؐ کی ذات پر تھے۔ ہر قسم کی مخالفتوں کا آپؐ ہی نشانہ تھے۔ اس وقت بندوق تو نہیں تھی مگر ہر تلوار جو میان سے باہر نکلتی اور وار کرتی تھی اس کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن ہُوا کرتی تھی۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے نمونے کو دیکھو۔

آپؐ اکیلے تھے

مگر آپؐ نے کافروں کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ آپؐ اکیلے تھے۔ اور آپؐ نے منافقوں کا مقابلہ کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو بہت سے منافقین کے متعلق اطلاع دی گئی تھی۔ لیکن آپؐ نے اپنے ساتھیوں، اپنے بھائیوں اور دوستوں کو بتایا نہیں تھا۔ آپؐ نے اکیلے ہی منافقین کے ساتھ مہم جاری رکھی۔ آخر جب نشانے کا پتہ ہی نہ ہو تو نشانہ لگانے میں کوئی دُوسرا آدمی تو شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ جب اس بات کا کسی کو پتہ ہی نہیں تھا کہ وار کہاں سے آ رہا ہے تو دوسروں کے لئے اس کے روکنے اور ناکام بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ منافقین کے متعلق صرف آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو پتہ تھا اسلئے آپؐ نے خود ہی اُن کا مقابلہ کیا۔ یہی کہنا پڑے گا۔ اور یہی معقول بات ہے۔

پس آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم نے اکیلے کافروں کا بھی مقابلہ کیا اور منافقوں کا بھی مقابلہ اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اور اس کی صلوٰت آپ پر ہمیشہ ہمیش ہوتی رہیں (کسی اور پر نہ اتنی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوئیں اور نہ ہوں گی) اللہ تعالیٰ کی وہ محبت اور پیار آپ کو حاصل ہُوا جو کسی اور آدمی کو حاصل نہیں ہُوا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی وہ محبت اور پیار ہے جو اُمّتِ مسلمہ چودہ سو سال سے آپؐ کے لئے مانگتی چلی آ رہی ہے۔ اور قیامت تک مانگتی چلی جائے گی۔

بہرحال آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے لئے

ایک عظیم نمونہ

ہیں۔ آپؐ کافروں کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے۔ آپؐ کے مخلص ساتھی تھے مگر آپؐ

نے اُن کو نہیں بتایا کہ خدا تعالیٰ نے کن کن منافقوں کے متعلق اطلاع دی ہے کہ یہ لوگ منافق ہیں۔ اور ان کا مقابلہ کرنا ہے۔ آپؐ نے ایک آدھ آدمی کو بتایا اور وہ بھی اس لئے کہ اس نے آپؐ کے بعد ایک لمبے عرصہ تک زندہ رہنا تھا۔ اس کو علیحدہ کر کے اور اعتماد میں لے کر اور اس سے وعدہ لے کر کہ وہ آگے اس بات کو عام نہیں کرے گا منافقین کے متعلق بتا دیا۔ کیونکہ آپؐ سمجھتے تھے کہ میری وفات کے بعد منافقین کی ریشہ دوانیاں ہوں گی۔ اس لئے کوئی نہ کوئی آدمی تو گواہ رہنا چاہیئے تاکہ وہ بوقتِ ضرورت گائیڈنس دے سکے اور اُمّت کو اُن سے متنبّہ کر سکے۔ جب ایسا شخص ننگا ہو کر باہر آ جائے۔ (منافق بعض دفعہ ننگا ہو کر سامنے بھی آ جاتا ہے۔) تو اس وقت لوگوں کو بتا سکے کہ یہ مومن نہیں منافق ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ منافقین کے خلاف بھی اصل جنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے لڑی ہے۔

پس اللہ تعالےٰ ان آیات میں فرماتا ہے کہ اور بھی دو گروہ ہیں ایک منکرینِ اسلام کا گروہ ہے اور دُوسرا منافقین کا گروہ ہے۔ منکرینِ اسلام کے ساتھ ہمارا جو مجادلہ ہے اور اُن کو مغلُوب کرنے اور اسلام کو غالب کرنے کے لئے جو ہماری جنگ اور جہاد ہے وہ اَور قسم کا ہے اور جو منافق کے ساتھ ہماری جنگ ہے وہ اور قسم کی ہے۔ ویسے اصولاً تو ہم تلوار کے ساتھ جنگ نہیں کرتے۔ ہم نے تو اُن کی رُوح کو اپنے قبضے میں لینا ہے۔ اُن کے جسموں کو چیلوں کے آگے ڈالنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ ہم نے ان کی رُوح کو آنحضرت صلعم کے تھیلے میں لے لینا ہے، جس طرح لوگوں نے بعض بزرگوں کے متعلق غلط سلط کہانیاں بنا رکھی ہیں۔ (اس کی تفصیل میں مَیں تو اس وقت نہیں جا سکتا۔ جس دوست کو کوئی کہانی یاد آ گئی ہو وہ حظ اُٹھا لیں)

بہرحال

ہمارا مقصد یہ ہے

کہ ہم اُن کی رُوح جیتیں۔ ہمارا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم اُن کی گردن کاٹیں۔

تاہم یہ جو مقابلہ ہے۔ یہ جو جیتنے کا ایک فعل ہے اس کے لئے تگ و دَو کرنی پڑتی ہے۔ اس کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اس کے لئے قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔ اس کے لئے انتہائی ایثار کے نمونے خدا کے حضور اور دُنیا کے سامنے پیش کرنے پڑتے ہیں۔

غرض یہ بڑی سخت جنگ ہے اس کے متعلق قرآنِ کریم میں دُوسری جگہ فرمایا ہے

وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ (التوبہ: ۷۳)

جس کے معنے یہ ہیں کہ کفّار اور منافقین کے مقابلے میں سخت رویّہ اختیار کرو۔ یہاں بھی اِس پُوری

آیت کی رُو سے یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ کہہ کر حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نمونہ بتایا ہے میں اس مضمون کے متعلق ابھی مزید غور کر رہا ہوں میرا خیال ہے کہ جہاں بھی یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ کہہ کر کوئی حکم دیا گیا ہے وہاں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس میں بڑا سخت حکم تھا۔ ایک پابندی تھی۔ اس سے گھبرانا نہیں۔ تمہارے سامنے

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم

کا نمونہ موجود ہے۔ اس کی طرف دیکھ لینا وہ تمہارا سہارا بن جائے گا۔ پس یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ (التوبہ - ۷۳) میں لفظ "غلظ" کے معنے ایسی سختی کے ہیں کہ جس کے اندر کوئی چیز اثر انداز نہ ہو سکے۔ مثلاً اسپنج ہے۔ یہ بھی نسبتاً سخت ہے۔ پانی کی نسبت زیادہ سخت ہے۔ اس کو نیچے دبانے کے لئے بھی کچھ زور لگانا پڑتا ہے لیکن اس کے اندر پانی کا اثر چلا جاتا ہے اس کے اندر خلا ہے جس میں دوسری چیز داخل ہو جاتی ہے۔ پانی میں مٹی کے جو چھوٹے چھوٹے ذرے ہوتے ہیں وہ اس کے اندر داخل ہو جاتے ہیں

پس سختی تو نسبتاً ہے لیکن اسپنج کی سختی ایسی سختی نہیں کہ باہر سے

کسی چیز کا اثر

اس کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ مگر "غلظ" کی رو سے کسی چیز میں ایسی سختی مراد ہے جس پر کسی چیز کا اثر نہ ہو سکے۔

چنانچہ واغْلُظْ عَلَیْھِمْ کے اس فقرے یا الفاظ کے اس مجموعہ میں دراصل دو معنی پائے جاتے ہیں۔ اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ خود اتنے سخت ہو جاؤ کہ کفر اور نفاق کا اثر تمہارے اندر گھس نہ سکے اور دوسرے یہ کہ خود اتنے سخت ہو جاؤ کہ کفر اور نفاق کی سختی کے باوجود تمہارا اثر ان کے اندر چلا جائے۔ ان میں نفوذ کر جائے اور ان کی جو ہیئت کذائی ہے اور ان کی (چونکہ انسان ہیں اس لئے ہم کہیں گے) جو ذہنیت اور اخلاق ہیں، ان کے جو منصوبے ہیں ان کے اندر

ایک تبدیلی پیدا ہو

اور جو آج کافر ہے وہ کل کو مخلص مومن بن جائے جس طرح حضرت عکرمہؓ بن گئے تھے اور جو آج منافق ہے وہ کل سب کچھ قربان کرنے والا سچا مسلمان بن جائے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سے لوگ نفاق چھوڑ کر سچے مومن بن گئے تھے تاہم کئی بدبخت نفاق کی حالت میں بھی فوت ہو گئے تھے لیکن کئی ایک کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور کمزور ایمان والے پختہ ایمان والے بن گئے۔

پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ دو گروہ تو وہ تھے جن میں پہلا خدا کا انکار کرنے والا اور دوسرا آخروی زندگی پر ایمان نہ لانے والا اور اس کا منکر۔ ان کے علاوہ دو اور گروہ ہیں۔ پہلا گروہ خدا کو مانتا ہے، آخروی زندگی کو بھی مانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ آسمانی شریعت بھی آنی چاہیئے تاکہ آخروی زندگی سنور جائے لیکن وہ اپنی بدبختی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا۔ دوسرا گروہ منافقوں کا گروہ ہے وہ اسلام میں دنیوی اغراض کے لئے شامل ہو جاتے ہیں آخروی زندگی کو سنوارنے کے لئے شامل نہیں ہوتے۔

پس یہ دو گروہ اور آگئے ان کے متعلق

ہمیں مزید تجزیہ کرنا پڑے گا

کیونکہ قرآن کریم نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق بے شمار دلائل دئے ہیں۔ سارے دلائل کا احاطہ کرنا تو ایک عمر کا بھی کام نہیں اس مضمون کا احاطہ ساری عمر کی محنت بھی نہیں کر سکتی تاہم تفصیل نہیں تو کچھ تو انشاء اللہ بیان کروں گا۔

جہاں تک کافروں کا تعلق ہے وہ بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ لیکن میرے اس مضمون کے لحاظ سے وہ منکر مراد ہیں جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ آخروی زندگی پر بھی ایمان لاتے ہیں ویسے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے ان کے متعلق جیسا کہ میں بتا چکا ہوں وہ بھی منکر ہیں۔ لیکن اس وقت وہ منکرین مراد ہیں جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں

آخروی زندگی

پر بھی ایمان لاتے ہیں لیکن رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی شریعت پر ایمان نہیں لاتے یا وہ لوگ جو نفاق کے طور پر اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

پھر قرآن کریم نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ منکرین یعنی کافر بھی آگے کئی قسم کے ہوتے ہیں ان کا بھی ہمیں تجزیہ کرنا پڑے گا۔ لیکن اس وقت میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنے اصلاح و ارشاد اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام کا از سر نو جائزہ لے کر اس میں تیزی پیدا کرنی چاہیئے ان طریقوں سے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں

اب مثلاً ایک دہریہ شخص ہے۔ ہمارے یہاں بھی اشتراکیت کے بڑے نعرے لگ رہے ہیں۔ اگر ایسے شخص کے سامنے آپ جا کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ پیش کریں تو وہ کہے گا میں خدا تعالےٰ کو مانتا نہیں، میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو کیسے مان لوں پس جب ہم ایسے لوگوں کے پاس جائیں گے تو ان کے سامنے اللہ تعالےٰ کی ہستی کے ثبوت میں وہ دلائل پیش کریں گے جو قرآن کریم نے دئے ہیں اور جنہیں اگر کسی کے سامنے صحیح طور پر پیش کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی عقلمند آدمی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ پھر ان پر

یہ ثابت کریں گے

کہ آخروی زندگی بھی ماننی پڑے گی اس کے بغیر دنیوی زندگی کا کوئی مزہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل دی ہے اس نے ہمیں کتے اور سؤر تو نہیں بنایا۔ ہمارے اندر ہماری فطرت میں ایک ارج (URGE) رکھی گئی ہے ایک جذبہ پیدا کیا گیا ہے کہ ہم آخروی زندگی کیلئے کام کریں۔ اگر آخروی زندگی نہیں تھی تو پھر جو فطرت کے اندر ایک جذبہ ہے یہ خود بخود کیسے آگیا۔ سؤر اور کتے میں کیوں نہیں آیا

پھر کفر کفر میں فرق ہے۔ قرآن کریم نے اسے بیان کیا ہے قرآن کریم کی تفسیر میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح نفاق نفاق میں فرق ہے کسی آدمی کا دل پتھر کی طرح سخت ہوتا ہے اس کے دل کو نرم کرنے کے لئے

وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ

پر عمل کرنا پڑے گا۔ کسی کے متعلق فرمایا کہ ان کے کان بہرے ہیں یا ان کے کانوں میں ثقل اور بوجھ ہے یا کسی کے متعلق فرمایا وہ اندھے ہیں ان کی آنکھیں نہیں۔ پس جس شخص کا کفر اور نفاق اندھے آدمی کے مشابہ ہے پہلے اس کی بینائی کی فکر کرنی پڑے گی۔ یعنی وہ طریق اختیار کرنا پڑے گا جس کی اسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے۔ جو آدمی سنتا نہیں اس کے سامنے وہ تعلیم پیش کرنی پڑے گی جو قرآن کریم نے یہ کہہ کر ہمارے سامنے رکھی ہے کہ جو نہیں سنتے ان کے سامنے یہ تعلیم رکھو۔

پس اگر ہم نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں کامیاب ہونا ہے تو ہمیں اپنے اصلاح و ارشاد کے کام کا ایک نئے سرے سے جائزہ لے کر ایک نئی مہم چلانی پڑے گی۔ بعض دوستوں کا

ابھی تک یہ حال ہے

کہ اگر کسی سے جا کر ملیں تو جاتے ہی مثلاً حیات و وفاتِ مسیح کے مسئلے پر بحث شروع کر دیتے ہیں کوئی شریف آدمی ہو تو وہ چپ کر کے سنتا رہتا ہے جب آدھا گھنٹہ گزر جائے تو وہ کہتا ہے میں تو پہلے ہی وفاتِ مسیح کا قائل ہو چکا ہوں۔ آپ نے خواہ مخواہ آدھا گھنٹہ ضائع کیا۔

غرض اب ایک تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ سوائے چند سخت متعصب لوگوں کے، کسی بھی سمجھدار پڑھے لکھے آدمی کے ساتھ آپ بات کریں گے تو وہ کہے گا میں پہلے ہی حضرت مسیحؑ کو وفات یافتہ سمجھتا ہوں یہ تو پاگلوں والی بات تھی کہ کسی انسان کو زندہ سمجھا جاتا اور آسمان پر بٹھا دیا جاتا۔ ستر اسی فیصد بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ لوگ اس مسئلے پر ہمارے موقف کے قائل ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فضل کیا ہے ہم اس حد تک کامیاب ہو گئے ہیں

اب ایک اور بڑی اچھی رَو پیدا ہو رہی ہے۔ خصوصاً اس ملک کے نوجوانوں میں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ختم نبوت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے زیادہ سے زیادہ یہ فرق ہے کہ احمدیوں سے پہلے اسلام میں مختلف فرقوں نے خاتم النبیین کے مختلف معانی کئے۔ احمدیوں نے بھی اپنا ایک معنی کر دیا۔ اس کو کوئی صحیح سمجھتا ہے تو مان لے اور صحیح نہیں سمجھتا تو نہ مانے۔ لیکن ایک احمدی کو خاتم النبیین کے اس معنے کی وجہ سے منکرِ

ختم نبوّت

نہیں کہا جا سکتا۔ یہ بڑی اچھی رَو ہے جو ہمارے حق میں پیدا ہو چکی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آئندہ پانچ سات سال تک یہ مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ ہمارے معنے مانیں یا نہ مانیں وہ ہمیں اس وجہ سے منکرِ ختم نبوت نہیں کہہ سکتے ایسے شخص کے ساتھ آپ کی بحث اور قسم کی ہوگی

میں نے نوجوانوں کو پہلے بھی کہا تھا کہ آپ لوگوں کے لئے ایک مشکل سامنے آرہی ہے تم اس کے لئے تیاری کرو۔ جب یہ فلسفیانہ اور نظریاتی مسئلے ختم ہو گئے تو پھر لوگوں نے کہنا ہے کہ ہم میں اور تم میں عملاً کیا فرق ہے اسلامی تعلیم پر جو تم عمل کر رہے ہو تو جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمونہ دکھایا تھا تم بھی اس کا نمونہ دکھاؤ۔ پس اس کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہیئے

دنیا کی طرف نہیں جھکنا چاہیئے

یوں تو اس کی سب پر ذمہ داری ہے لیکن نوجوان نسل پر سب سے زیادہ ذمہ داری ہے اس لئے کہ زیادہ شدت کے ساتھ یہ سوال انہی سے پوچھا جائے گا۔ ابھی کچھ عرصہ تو اس سوال میں وہ شدت پیدا نہیں ہوگی۔ کچھ تھوڑے بہت لوگ ابھی تک حیات و وفاتِ مسیحؑ کے مسئلے پر الجھتے ہیں۔ تاہم یہ دس پندرہ فیصد سے زیادہ نہیں ہیں۔ اسی طرح ختمِ نبوت کے مسئلے پر بھی لوگ الجھتے ہیں لیکن یہ چالیس پچاس فیصد سے زیادہ نہیں ہیں۔ لیکن ایک وقت آتا ہے کہ یہ مسئلہ بھی کلی طور پر نہیں تو ستر اسی فیصد تک ضرور صاف ہو جائے گا۔ پھر لوگ پوچھیں گے کہ ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے۔ اسلام سے جو ہم نے حاصل نہیں کیا وہ تم نے حاصل کیا ہے تو کیا ہے۔ اس واسطے اسلامی تعلیم کا نمونہ بننے کے لئے تمہیں تیار رہنا چاہیئے۔ اگر تم احمدیت کی وجہ سے سچا اور

اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک نہایت ہی بابرکت مہم سمجھتے ہو۔ اللہ تعالےٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو تم واقعی پہچانتے ہو جو آج ہم پر نازل ہو رہے ہیں اور ولا فخر۔ کیونکہ وہ ہماری کسی نیکی اور خوبی کی وجہ سے نہیں بلکہ

اس کی رحمت جوش میں ہے

وہ اسلام کو غالب کرنا چاہتا ہے۔ اگر یہ ساری چیزیں ہیں تو پھر تمہیں اسلام کو غالب کرنے کے لئے اپنے آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین کر کے لوگوں کے لئے ایک نمونہ بننا پڑے گا ورنہ جو اعتراض ہوگا اس کا آپ جواب نہیں دے سکیں گے۔ اب بھی نمونہ بننا چاہیئے لیکن کل آپ کو زیادہ مشکل پڑ جائے گی۔ اب اتنی مشکل نہیں پڑتی۔ پھر ذمہ داری کے نہ نباہنے کے نتیجہ میں گناہ بھی ہے۔ اور کفرانِ نعمت بھی ہے۔ تاہم ابھی اتنی مشکل نہیں۔ کیونکہ سوال کرنے والے اتنے نہیں اور اچھا نمونہ دکھانے والے بہت ہیں نوجوان نسل پر بڑی کثرت سے سوال کئے جائیں گے۔ جتنی کثرت سے یہ سوال ہوں گے اتنی شدت سے انہیں ان کے جواب دینے کے اہل بننا چاہیئے۔ اور قابل ہونا چاہیئے۔

بہرحال یہ چار گروہ ہو گئے۔ پھر آگے دیکھیں گے کہ

قرآن کریم سے

کفر کی کتنی قسمیں بیان کی ہیں اور ہر ایک قسم کے متعلق کیا کیا دلائل پیش کئے ہیں۔ اسی طرح نفاق کی کتنی قسمیں بیان کی ہیں اور ان کے متعلق کیا کیا دلائل پیش کئے ہیں۔ اسلام کی اس مہم میں ہم غالب آئے تب ساری اُمّت بہت صاف ستھری، نیک پاک اور مطہر بنتی ہے ورنہ نہیں بنتی (ان کو ایسا بنانا ہمارا کام ہے)

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں نباہنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو بھی اور مجھے بھی صحت اور توفیق دے تاکہ اللہ تعالیٰ جو مضمون سکھاتا ہے۔ میں اس کو احسن طریق پر ضرورت کے مطابق تفصیل سے بیان کر سکوں

✣ ✣ ✣

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی حیدرآباد میں مصروفیات اور کامیاب مراجعت

النور منزل اور بیت الارشاد

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد دکن

حیدرآباد میں النور منزل اور بیت الارشاد دو عظیم الشان عمارتیں ہیں جو محترم فدا حسین خاں صاحب مرحوم نے تعمیر کرا کر بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وقف کی تھیں۔ ان عمارتوں کو کرایہ داروں اور دوسرے لوگوں سے خالی کروانے کے لئے مقدمات کا ایک لمبا سلسلہ جاری رہا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے گزشتہ سال النور منزل کے تصفیہ اور ضروری مرمت کے بعد اس عمارت کو کرایہ پر لگا دیا گیا تھا جس سے ایک کثیر رقم کرایہ کے طور پر وصول ہو رہی ہے۔ بیت الارشاد کا مقدمہ ابھی جاری تھا۔ فریقِ مخالف ڈاکٹر بیڈ منٹن نے اپیل کر رکھی تھی جس میں مرمت اور ٹیکس وغیرہ کی رقوم ملا کر پچیس تیس ہزار روپے کا مطالبہ بھی کر رکھا تھا

اللہ تعالےٰ کے فضل سے اپریل ۱۹۷۲ء میں ان کی اپیل مع خرچہ کے ڈسمس ہو گئی تھی جناب ناظر صاحب جائداد محترم شیخ عبد الحمید صاحب، عاجز بی اے گزشتہ مئی میں جب جائداد کے معائنہ کے لئے حیدرآباد تشریف لائے تو موصوف نے خاکسار کو ہدایت دی تھی کہ اپنے وکیل کے ذریعہ سے صلح اور تصفیہ کے لئے کوشش کی جائے۔ چنانچہ خاکسار نے کوشش بھی حتی الوسع کی مگر ڈاکٹر صاحب ہائیکورٹ میں جانے پر مصر تھے اور ہائیکورٹ میں جانے کے لئے انہوں نے مکمل تیاری بھی کر لی تھی۔

ادھر حضرت صاحبزادہ صاحب کے مع خاندان حیدرآباد پہنچنے کے دن قریب آ رہے تھے اور ادھر حالات میں تبدیلی پیدا ہونی شروع ہو گئی۔ بیت الارشاد میں جو پائپ لائن آب رسانی کے لئے جاتی تھی اس میں کوئی ایسی خرابی پیدا ہو گئی کہ کوشش کے باوجود وہ درست نہ ہو سکی اور اس طرح عمارت میں پانی جانا بند ہو گیا۔ اس کے نتیجہ میں کرایہ دار جو ڈاکٹر صاحب نے اپنے طور پر رکھے ہوئے تھے پانچ چھ روز انتظار کرنے کے بعد گھبرا کر کسی دوسرے مکان میں منتقل ہو گئے جس کے نتیجہ میں ڈاکٹر صاحب صلح کرنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ الصّلح خیر کے قرآنی ارشاد کے تحت ہم نے بھی ممکنہ سہولتیں بہم پہنچا دیں اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے بیت الارشاد پر ۵ ظہور (اگست) کو قبضہ بھی ہو گیا۔ اور ہزاروں روپے بھی وصول ہوئے اور اس طرح حضرت صاحبزادہ صاحب اور آپ کے جملہ افرادِ خاندان کے دورہ سے یہ ایک اجتماعی برکت ہمیں نصیب ہوئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ تصفیہ ہونے پر ڈاکٹر صاحب نے عمارت دکھاتے ہوئے خاکسار کو ایک کمرے کی چھت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ ایک روز میں یہاں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک بہت سی مٹی اکھڑ کر میرے منہ پر آ گری۔ میں نے اسی روز یہ فیصلہ کر لیا کہ اب مجھے بیت الارشاد کو چھوڑ دینا ہے۔ بہرحال اللہ تعالےٰ کے فضل سے غیر معمولی حالات میں اس عظیم الشان عمارت پر قبضہ ہو گیا۔ ثم الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بیت الارشاد میں اجلاس

حضرت صاحبزادہ صاحب کے قیام حیدرآباد کا آخری دن ۷ ظہور (اگست) تھا اس لئے خاکسار کی یہ بڑی خواہش اور اس کے مطابق کوشش تھی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی موجودگی میں ہی اظہارِ تشکر کے طور پر ایک دعائیہ تقریب کا انعقاد بیت الارشاد میں ہونا چاہیئے چنانچہ ۴ ظہور نماز جمعہ کے بعد اعلان بھی کر دیا گیا۔ کہ بیت الارشاد میں انشاء اللہ دعائیہ تقریب منعقد ہوگی۔ دوست کثیر تعداد میں شرکت فرماویں ۵ کی شام تک قبضہ ملنے میں رکاوٹیں پیدا ہوتی رہیں۔ لیکن بالآخر اللہ تعالےٰ نے جملہ رکاوٹوں کو دور فرما دیا۔ اور ۵ ظہور کی شام کو بیت الارشاد پر قبضہ ہو گیا اور ۷ ظہور کو دس گیارہ بجے دن اجلاس بڑی شان کے ساتھ حضرت میاں صاحب کی زیرِ صدارت شروع ہو گیا۔ سینکڑوں احمدیوں نے حیدرآباد سکندرآباد یادگیر اور چنتہ کنٹہ سے شرکت فرمائی۔ مولوی سلطان احمد صاحب ظفر فاضل کی تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم فاضل الدین صاحب نے اپنی تقریر میں پُرجوش انداز میں محترم فدا حسین خاں صاحب مرحوم کا تعارف کرایا اور بتایا کہ اللہ تعالےٰ نے مرحوم میں احمدیت قبول کرنے کے نتیجہ میں ایک عظیم نیک تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ اس کے بعد خاکسار نے اپنی تقریر میں مرحوم کے قبولِ احمدیت کے دلچسپ حالات اختصاراً پیش کئے جو مجھے محترم محمد شفیق صاحب قریشی شاہجہانپوری سے معلوم ہوئے تھے۔ اور مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے درخواستِ دعا کی۔ اور بتایا کہ

ہر گُلے را رنگ و بوئے دیگر است

محترم فدا حسین خاں صاحب نے عظیم الشان جائداد وقف کر کے اپنے لئے جو صدقہ جاریہ کے سامان پیدا کر لئے ہیں یہ امر یقیناً قابلِ تقلید و تحسین ہے اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمائے اور اس قربانی کو مرحوم کے لئے بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنا دے آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک ایمان افروز اور جامع تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ الٰہی جماعتوں کی تائید و نصرت کے سامان ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و نصرت سے بھرپور زندگی کے بعض واقعات بتاتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ الٰہی جماعتوں کے کام غیر معمولی اور معجزانہ طور پر انجام پایا کرتے ہیں اور پا رہے ہیں

مکرم یوسف حسین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دئے اور آخر میں حضرت میاں صاحب اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت میاں صاحب نے اجتماعی دعا کے ساتھ اجلاس کو برخاست فرمایا۔ حاضرین کی چائے ناشتہ سے تواضع کی گئی۔ جملہ بزرگان و احباب سے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ بیت الارشاد کی مرمت کو باحسن انجام دینے کی توفیق بخشے۔ اور اس جائداد کو سلسلہ کی آمد کے لئے غیر معمولی ذریعہ بنا دے اسی طرح احمدیہ جوبلی ہال جو زیرِ تعمیر ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس علاقہ کی جماعتوں کیلئے مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحبؓ کی قربانی کی یادگار ہے چند ماہ تک انشاء اللہ اس کا افتتاح ہوگا اللہ تعالےٰ اس عمارت کو بھی جماعت کیلئے تبلیغی اور تربیتی اعتبار سے اہم اور کامیاب مرکز بنا دے۔ اس عمارت کی تعمیر محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیری کی زیرِ نگرانی ہو رہی ہے

کامیاب مراجعت

حضرت صاحبزادہ صاحب کا یہ دورہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت کامیاب اور بڑی برکتوں کا موجب ثابت ہوا۔ آپ اور حضرت بیگم صاحبہ وقتاً فوقتاً احمدی احباب کے گھروں پر تشریف لے جا کر بھی دعائیں فرماتے رہے۔ مہدوی فرقہ کے ایک عالم نے آپ سے ملاقات کی اور مختلف سوالات پیش کئے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے جوابات سے محظوظ و متاثر ہوئے قادیان پہنچ کر انہوں نے

(باقی کالم ۴ پر)

بھی کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف حقیقۃ الوحی تحفۃً علماء کرام کو دی گئی۔

۹ کو اپنے آٹھ بجے شب حیدرآباد ریلوے سٹیشن سے بذریعہ دہلی ایکسپریس یہ مقدس قافلہ سینکڑوں مرد و زن اور بچوں کی اجتماعی دعاؤں کے درمیان عازم قادیان ہوا۔ اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین ✣

اسلامی احمدی توحید کا اثبات

اور پادری عبدالحق صاحب کی کتاب اثبات التثلیث کے خیالی منطقی اعتراضات کا جواب

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلامی توحید ایسی کامل واضح اور مدلل ہے کہ کوئی مذہب اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ پادری عبدالحق صاحب مسیحی مناظر بیجا اور بے تعلق عام پبلک کے فہم و ادراک سے بالا منطقی اعتراضات معلق و پیچیدہ رنگوں میں پیش کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی صفات کو زیر بحث لا کر ایسے سوالات کے جوابات کے بعد بھی ان کو دوہراتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا روحانی حکمت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ وہ اپنی منطقی بحث کا نام عقل و حکمت و دانائی رکھتے ہیں اور اسے روحانی حکمت کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی اس قسم کی بحث کا نام و نشان نہ تو عہدنامہ عتیق میں ملتا ہے نہ عہد نامہ جدید میں۔ پادری صاحب کو اپنی اس دنیوی گمراہ کن منطقی بحث پر بڑا ناز ہے۔ وہ سمجھتے ہیں اور کہتے بھی ہیں کہ اس کا جواب کسی کے بس کا نہیں۔ حالانکہ ان کی ساری بحث لاتعلق بیکار اور لغو ہوتی ہے۔ دراصل وہ اس بیکار منطقی بحث کے ذریعہ سے معاملہ کو الجھا کر اور پیچیدہ بنا کر اپنی کمزوری پر پردہ ڈال لیتے ہیں۔ چونکہ وہ اپنی تثلیث کے اثبات کے لئے اسے آلہ کار بنا لیتے ہیں اس لئے ان کی منطقی بحث کی حقیقت سادہ طریق اور عام فہم رنگ میں ظاہر کرنا ضروری ہے۔ ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ان کی ساری عمارت کی بنیاد ریت کے ٹیلے پر ہے

قبل ازیں جبل پور سے ایک پادری صاحب جوزف نامی نے پادری عبدالحق صاحب کے بعض اعتراضات و سوالات نقل کر کے ہمیں بھیجے تھے جن کا جواب ہم نے واضح اور عام فہم رنگ میں دیا تھا جس کے بعد پادری جوزف صاحب خاموش ہو گئے

پادری عبدالحق صاحب نے ایک کتاب اثبات التثلیث فی التوحید شائع کی تھی جس کا جواب استاذنا المکرم فاضل اجل علامہ حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناظر صدر انجمن احمدیہ نے ریویو آف ریلیجنز میں شائع کروانا شروع کیا۔ بعد ازاں اسے مکرم قادم صاحب مرحوم کی کتاب احمدیہ پاکٹ بک میں دے دیا تھا پادری عبدالحق صاحب نے جواب الجواب کے طور پر دوبارہ اپنی کتاب کی [illegible] ہے وہ کہتے

ہیں کہ اس کا جواب ساری قادیانی جماعت کے علماء کے پاس نہیں۔ حالانکہ حضرت میر صاحب کے جوابات پادری صاحب کی کتاب میں درج ہیں کوئی منطق جاننے والا پادری صاحب کے جوابات سے ان کا موازنہ کر کے دیکھ سکتا ہے کہ پادری صاحب حضرت میر صاحب کے جوابات سے عہدہ برآ ہو سکے ہیں یا نرے بودے جوابات پیش کر کے ادھر ادھر کی تعلیوں سے کام لے رہے ہیں

ہم نے جواب کے لئے اپنے مضمون کے عنوان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے تاکہ دونوں حصوں کی وضاحت ہو سکے۔ پہلے حصہ کا تعلق ہم سے ہے اس کا ہم اثبات کریں گے اور پادری صاحب کے مطالبات کے جواب میں کامل اسلامی احمدی توحید کا صرف ایجابی ہی نہیں بلکہ ایجابی و سلبی دونوں طرح کا دعویٰ ہے، اس کی مثال اور پھر دونوں طرح کے دلائل پیش کریں گے۔ اور دوسرے عنوان کے تحت ہم پادری صاحب کی لن ترانیوں و ڈھکوسلوں کے جواب میں ابطال تثلیث مدلل و مبرہن طور پر تحریر کر کے دکھائیں گے اور اختصار کے ساتھ پادری صاحب کے گھر سے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا اکلوتا بیٹا قرار دینے والے یوحنا ہی کی روایت میں مذکور مسیح کے قول سے ان کی باطل تثلیث کی دھجیاں اڑتی ہوئی دکھائیں گے۔

پادری صاحب نے جماعت احمدیہ کے زبردست دلائل کی گولہ باری کی تاب نہ لا کر پرانے مورچے چھوڑ کر منطق کے احمقانہ مورچوں میں پناہ ڈھونڈنے کی بیکار و لاحاصل سعی کی ہے جماعت احمدیہ کے دیگر معزز علماء تو الگ رہے پادری صاحب کو جواب دینے کے لئے یہ کم علم و کم فہم عاجز کافی ہے و باللہ التوفیق۔ اب ہم دیکھیں گے کہ کیا پادری صاحب اس جواب سے کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں یا کوئی معقول جواب پیش فرماتے ہیں۔

پادری صاحب فرماتے ہیں کہ میری کتاب کا کسی احمدی نے جواب نہیں دیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے واجب الاحترام علماء نے عیسائیوں کو راہ حق دکھانے کے لئے کئی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے بعض کے ساتھ دس دس پانچ پانچ ہزار روپیہ کا انعام بھی رکھا اور بعض کے [illegible] پانچ [illegible]

انعام کا اعلان فرمایا اور چیلنج پر چیلنج دیئے مگر کسی پادری کے کان پر آج تک جوں نہ رینگی مثلاً فصل الخطاب۔ براہین احمدیہ، چشمہ مسیحی۔ ایک عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ کتاب البریہ۔ نور الحق۔ نور القرآن۔ مسیح ہندوستان میں وغیرہ کتب نے پادریوں کے چھکے چھڑا دیئے اور کسی بڑے سے بڑے عیسائی عالم یا نمائندہ کو میدان میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور یہ کتب لاجواب ہی رہیں۔ حضرت علامہ میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسر صلیب نامی کتاب ابطال الوہیت کے بارہ میں بائبل کی رو سے لکھا۔ مگر کسی عیسائی کی کیا مجال تھی کہ اس کی طرف منہ بھی کرتا۔ پادری صاحب اگرچہ بہت تعلیاں مارتے رہتے ہیں اور اس بات کا ذکر بھی کرتے رہتے ہیں کہ احمدی علماء سے اکیلے مناظرے کرتے رہے ہیں لیکن ان کو بھی مذکورہ کتب کے جواب کی کبھی ہمت نہیں ہوئی گویا مذکورہ کتب ان کی نظر سے گذری ہی نہیں۔ سورۂ فاتحہ کی مثل دکھانے پر پچاس ہزار روپیہ کے انعامی چیلنج کو گویا انہوں نے کبھی سنا تک نہیں۔ احمدیت کے مقابلہ میں عالم عیسائیت کو شکست فاش ہو چکی ہے مگر اس خفت کو مٹانے کے لئے وہ مناظرہ کا ڈھونگ رچاتے ہیں

اسلامی احمدی توحید

واضح رہے کہ احمدیت نے کامل اسلامی توحید ہی کو اجاگر کیا ہے نہ کہ کسی اور قسم کی جاہلانہ توحید کو۔ اسلام کا عقیدہ ہے کہ معبود حقیقی واجب بذاتہٖ واحد حقیقی ہے۔ یعنی اس کی وحدت ذاتی و حقیقی ہے۔ وہ یکتا و فرد و احد ہے وہ کثیر نہیں۔ اس کے سوا کوئی بھی واجب بذاتہٖ یا واجب بغیرہٖ نہیں۔ وہ ازلی و قدیم ہے۔ اس کی ذات، صفات و افعال و اقوال سب بے نظیر ہیں۔ اور ان کے برابر کوئی نہیں۔ اس لئے اسے وحدت محضہ یا مطلقہ حاصل ہے اور وہ واحد محض یا واحد مطلق یا واحد یگانہ ہے۔

اس کی صفات غیر محدود ہیں اور وہ بھی ازلی ہیں اس لئے اس کے خلق و پیدا کرنے کا سلسلہ بھی ازلی ہے۔ وہ ہمیشہ سے پیدا کرتا آیا ہے اس کی خلق کو قدامت نوعی حاصل ہے مگر قدامت شخصی نہیں۔ یعنی کوئی [illegible]

پر فنا طاری ہوتی رہتی ہے خلق کے بعد فنا۔ اور فنا کے بعد خلق کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور خدا تعالیٰ قائم و باقی رہتا ہے۔ یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام۔ یعنی خدا کی ذات قائم و دائم ہے۔ خدا تعالیٰ خلق کے اس سلسلہ کا خالق مدبر اور متصرف ہے خلق کل شیء۔ وہ روح القدس اور مسیح کا بھی خالق ہے۔ اسے خلق کرنے اور مخلوق سے میل ملاپ کرنے کے لئے کسی "بیٹے" کی ضرورت نہیں وہ اپنی مخلوق سے میل ملاپ بالواسطہ اور بلاواسطہ کر سکتا ہے۔ وہ براہ راست ان سے بات چیت کرتا اور اپنے آپ کو ان پر ظاہر کرتا ہے۔ وہ شہد کی مکھی کی طرف وحی کرتا ہے۔ وہ موسیٰ کی والدہ سے باتیں کرتا ہے وہ نبیوں اور بعض دیگر مردوں عورتوں اور بچوں سے بھی کلام کرتا رہتا ہے۔ اور کرتا ہے۔ لکھا ہے کہ

"خدا فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنے روح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا۔ اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بڑھے خواب دیکھیں گے۔ اور میں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی ان دنوں میں اپنے روح میں سے ڈالوں گا۔ اور وہ نبوت کریں گی"

(اعمال ۲/۱۷)

پادری صاحب مانتے ہیں کہ خدا موسیٰ پر ظاہر ہوا اور اس نے ان سے کلام کیا اور موسیٰ نے لکھ لیا۔ (مناظرہ ممبئی) اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی آدمی کی یہ حیثیت نہیں کہ اللہ اس سے وحی یا پردے کے پیچھے یا اس کی طرف فرشتوں میں سے کوئی رسول بنا کر بھیجنے کے سوا کسی اور صورت میں کلام کرے (سورۂ شوریٰ ۴۲/۵۲)

پھر فرماتا ہے کہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار۔ وھو اللطیف الخبیر۔ کہ بیشک اللہ ورا ءالوریٰ ہے اور ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آ سکتا۔ مگر وہ کشف میں انسان پر ظاہر ہو جاتا ہے اور دل کی آنکھیں اسے دیکھ لیتی ہیں اور اس طرح وہ انسان پر ظاہر ہو کر اس سے میل ملاپ کر لیتا ہے

اس اسلامی عقیدہ کے برخلاف عیسائیوں کا سابقہ عقیدہ تھا کہ باپ بیٹا اور روح القدس تین مستقل خدا ہیں۔ چنانچہ بحث کا میدان یہی ہوتا تھا۔ برخلاف اس کے موجودہ عیسائی عقیدہ یہ ہے کہ واجب تو خدا کی ذات بے نظیر ہونے کی وجہ سے واحد ہے مگر اس کی ذات واحد میں تین اقانیم ہیں۔ یعنی اس کی صفات کے محل و مظاہر باپ بیٹا اور روح القدس ہیں جن کی ماہیت و حقیقت ایک ہی ہے۔ اور وہ [illegible] ہیں مساوی و برابر ہیں۔

ان میں کوئی فرق نہیں۔ خدا کا بیٹا ہی اپنے باپ خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان میل ملاپ کا ذریعہ ہے۔ اگر یسوع مسیح خود ہی باپ یعنی خدا بھی ہے اور پھر اس کا بیٹا بھی ہے۔ اور وہ خدا اور مخلوق کے درمیان میل ملاپ کا واسطہ بھی ہے اور روح القدس اور خدا باپ اور وہ ایک ہی ہیں۔ یہ سب پادریوں کا گورکھ دھندہ روح القدس کہ وہ خدا بھی ہے ؟ حالانکہ وہ باپ کا بیٹا ہونے سے محروم ہے اور ایسا ہی یسوع کیوں صرف بیٹا ہی ہے۔ خدا ہونے کے باوجود باپ نہیں) بہرحال پادری صاحب کے نزدیک خدا اور اس کی مخلوق یعنی بندوں کے درمیان صرف بیٹے ہی کے ذریعے سے میل ملاپ و تعارف ممکن ہے۔

پادری صاحب نے ٹائیٹل پیج پر توحید کے عقیدہ کے ثبوت میں انجیل کا یہ قول نقل کیا ہے کہ :-

"اے اسرائیل سُن کہ ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔"

(مرقس ۱۲ : ۲۹)

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے آپ کو خدا قرار نہیں دیا بلکہ خدا کو ہی واحد بتایا ہے۔ اس حوالہ کو پیش کر کے پادری صاحب نے اسلامی توحید کا اقرار کر لیا ہے۔ اور یہ اسلام کی اس بارہ میں ایک فتح عظیم ہے۔ مگر پادری صاحب نے اس حوالہ کے پیچھے اپنی کتاب کا عنوان توحید باری تعالیٰ کی بجائے اثبات التثلیث فی التوحید دیا ہے۔ اور کتاب میں یہ ثابت کرنے کی ناکام سعی کی ہے کہ تینوں باپ بیٹا اور روح القدس ایک ہی خدا ہیں اور یہ تینوں خدا کی صفات کے تین مساوی مظاہر ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح نے اس نوعی مساوات کو بھی دعا کے ذریعہ باطل قرار دیا ہے کہ اے خدا یہ صلیبی موت کا پیالہ مجھ سے ٹال دے اور یہ کہ "باپ مجھ سے بڑا ہے"۔ اور یہ کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اگر وہ خود خدا تھا تو یہ باتیں اس نے اپنی خدائی کے برخلاف کیوں کہیں اور خدا بیٹا اور کے سامنے اس قدر عاجزی و درماندگی کے مظاہرہ کا کیا مطلب ؟ علاوہ ازیں عہد نامہ جدید میں عبرانیوں کے نام خط میں لکھا ہے:-

"یسوع ہمیشہ کیلئے ملک صدق کے طور پر سردار کاہن بن کر ہماری خاطر پیشرو کے طور پر داخل ہوا ہے۔ اور یہ ملک صدق سالم کا بادشاہ خدا کا کاہن ہمیشہ کاہن رہتا ہے۔ یہ اول تو اپنے نام کے معنی موافق راستبازی کا بادشاہ ہے اور پھر سالم یعنی صلح کا بادشاہ۔ یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے نہ اس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا"

(عبرانیوں ۶ : ۲۰ و ۷ : ۱-۳)

پادری عبدالحق صاحب ! فرمائیے کیوں کہ مثیل اس چوتھے اقنوم کو آپ نے کیوں بھلا دیا۔ اس کا ذکر آپ نے کیوں ترک کر دیا۔ کیا اس سے آپ کی تثلیث کا کچھ بھی باقی رہ جاتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ اس نے تو آپ کی تثلیث پر پانی پھیر دیا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے پادری صاحبان خدا کو کیا منہ دکھا سکتے ہیں۔

پادری صاحب فرماتے ہیں کہ خدا انسان سے بیٹے کے بغیر میل ملاپ نہیں کر سکتا۔ اسے اس کام کے لئے واسطہ کی ضرورت ہے جو قدیم ہونے کے علاوہ حادث بھی ہو اور ایسا واسطہ صرف مسیح تھا۔ حالانکہ ایک جانور چند دن کی تربیت سے اپنے مالک کو جانتا اور پہچانتا اور اس کی آواز کو سنتا اور سمجھتا اور اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ انسان کیوں اپنے خالق و مالک و مربی کی آواز نہیں سن سکتا اور اسے کیوں نہیں پہچان سکتا ؟ اسے کس بنا پر خدا کے بیٹے کے واسطہ کی ضرورت ہے

پادری صاحب ہم سے توحید کا دعوے اور ایجابی تعریف کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام نے اس کی کوئی تعریف کی ہی نہیں۔ اسلام لوگوں سے ایک موہوم خدا منوانا چاہتا ہے۔ مگر یہ پادری صاحب کی خام خیالی ہے۔ اسلام توحید کی ایجابی و سلبی دونوں قسم کی کامل تعریف پیش کرتا ہے۔ پادری صاحب ہم سے خارج میں توحید کی مثال بھی طلب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ توحید کی ایجابی تعریف کے علاوہ خارج میں اس کی کوئی مثال بھی ہونی چاہئیے۔ ان کا کہنا ہے کہ بیشک خدا کا مثیل کوئی نہیں مگر اس کی وحدت کی کوئی مثال پیش کی جائے۔ مطلب یہ کہ وہ اپنی صفات کے لحاظ سے تو بے مثل ہے مگر دکھایا جائے کہ اس کی ذات کے لحاظ سے اس کے ایک ہونے کی فلاں مثال ہے۔ ہم ان کے جملہ مطالبات کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اس لئے ان کو پورا کرتے ہیں

اوّل ۔ اسلامی توحید کا دعویٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یعنی تو دنیا کو بتا دے کہ وہ اللہ اکیلا ہے وہ احد ہے۔ وہ ھو الواحد القہار ہے۔ وہ واحد یگانہ اکیلا اور سب پر غالب ہے۔ سورۃ اخلاص میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ اکیلا ہی معبود حقیقی ہے۔ پھر فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کہ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں یہ ہے توحید کا دعوے۔ آخری فقرہ میں توحید کے ایجابی و سلبی ہر دو پہلوؤں کا ذکر ہے یہ بھی بتایا کہ معبود حقیقی ایک ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ یہ ہے توحید کے دعوے کا ذکر جس سے کوئی جاہل یا متعصب ہی انکار کر سکتا ہے۔

دوم ۔ توحید کی تعریف

پادری صاحب نے توحید کی صرف ایجابی تعریف دکھانے کا مطالبہ کیا ہے مگر ہم انہیں ایجابی و سلبی ہر دو قسم کی تعریف دکھاتے ہیں یہ ایجابی و سلبی تعریف لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کے اندر بیان ہوئی ہے۔ کیونکہ عقلاً حقیقی الٰہ صرف وہی ہو سکتا ہے جو ہر قسم کی سچی اکامل دائمی تعریف کا مستحق ہو۔ اور ہر قسم کے نقائص کمزوریوں اور عیوب سے پاک ہو۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بتایا ہے کہ ایسی جامع و مانع تعریف کا مستحق اکیلا اللہ ہی ہے اس لئے اس کے سوا کوئی دوسرا اس تعریف کا مستحق نہیں لہٰذا صرف وہی اکیلا حقیقی معبود ہے۔ کوئی دوسرا اس قابل ہی نہیں۔ اس تعریف کا ذکر واضح طور پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیع صفات و کمالات کا جامع ہے۔ اس کے ضمن میں اس امر کو بھی واضح کر دیا ہے کہ ایسی صفات و کمالات کے خلاف کوئی صفت اس میں نہیں پائی جاتی۔ وہ ہر قسم کے نقائص سے پاک و منزہ ہے۔ لہٰذا صرف وہی اکیلا معبود حقیقی ہے۔

سوم ۔ توحید کی مثال

ہم نے واضح کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات گنتی کے لحاظ سے بھی واحد ہے اور پھر اپنی ایجابی و سلبی صفات کے مجموعہ میں بے نظیر و بے مثل ہونے کی وجہ سے بھی واحد ہے۔ اس کی ذات کے ساتھ کسی قسم کا بھی کوئی دوسرا خدا موجود نہیں۔ اس کے بارے میں پادری عبدالحق صاحب کی منطق ملاحظہ ہو۔ وہ اعتراض جتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک توحید کا ایک تصور و مفہوم یہ ہے کہ اللہ واحد معدود ہے یعنی وہ گنتی کا ایک ہے۔ وہ فرماتے ہیں اس سے خدا محدود ٹھہرتا ہے۔ غیر محدود نہیں رہتا۔ دلیل اس کی وہ یہ دیتے ہیں کہ گنتی محدود ذات کے ساتھ مختص ہے اس لئے خدا واحد معدود نہیں ہو سکتا۔ ورنہ اس کا محدود ہونا لازم آئے گا۔ مگر دراصل یہ پادری صاحب موصوف کا من گھڑت اور ذاتی ڈھکوسلہ ہے جس کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں کیونکہ ایک کا لفظ عام ہے جو محدود اور غیر محدود دونوں مضمون کے لئے استعمال ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ گنتی کے لحاظ سے بھی ایک ہے اور بے مثل و بے نظیر ہونے کے لحاظ سے بھی ایک ہے

پادری صاحب فرماتے ہیں کہ ایک کا لفظ کلی (مشکک) یعنی نکرہ ہے جو ہر ایک موجود ممکن کے علاوہ محال و ممتنع کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے اس لئے اس لفظ ایک کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ پادری صاحب کے فہم کا قصور ہے اس کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ پادری صاحب کو یہ بخوبی معلوم ہے کہ لفظ ایک کی طرح لفظ وجود بھی کلی اور نکرہ ہے۔ معرفہ یا علم نہیں۔ اس کی تین اقسام ہیں (۱) واجب الوجود یعنی خدا تعالیٰ جس کا وجود ضروری ہے (۲) ممکن الوجود جس کا نہ تو وجود ضروری ہے نہ عدم وجود ضروری ہے۔ دونوں پہلو برابر ہیں جیسے مخلوقات اور کائنات عالم کی ہر چیز (۳) ممتنع الوجود یعنی محال و ناممکن جس کا نہ ہونا ضروری ہے۔ جیسے شریک الباری تعالیٰ

اب ہم پادری صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ لفظ وجود کے تحت جو لفظ ایک کی طرح کلی ہے اللہ کی گنتی ہوتی ہے یا نہیں اور وہ وجود کی تین اقسام میں سے ایک قسم ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کیوں۔ اور اگر ہوتی ہے تو وہ معدود یعنی گنتی والا قرار پایا۔ اب اگر خدا ایک قرار پانے اور گنتی میں آنے سے غیر محدود ٹھہرتا ہے جس کی وجہ سے اسے "ایک" قرار نہیں دیا جا سکتا اور اسی بنا و پر اس کے ایک ہونے سے انکار کیا جاتا ہے تو خدا کے لفظ وجود کے تحت آنے سے بھی کیا اس کے وجود سے انکار کر دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ لفظ وجود بھی کلی ہے اور گنتی میں آنے کی وجہ سے معدود ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ پادری صاحب کا یہ قاعدہ کہ جو گنتی میں آنے کی وجہ سے معدود ہوتا ہے وہ محدود ہوتا ہے نہ کہ غیر محدود کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ گنتی کو صرف محدود چیزوں سے مختص بتانا اور اس بنا و پر یہ کہنا کہ خدا کو "ایک" قرار نہیں دیا جا سکتا قطعاً درست نہیں۔ گنتی نہ تو محدود چیزوں سے مختص ہے نہ غیر محدود سے۔ محدود و غیر محدود دونوں پر "ایک" اور "وجود" کا لفظ اطلاق پا سکتا ہے اور پاتا ہے۔ دونوں لفظ کلی ہیں۔ اگر کسی بنا و پر بھی خدا کے ایک ہونے سے انکار کیا جائے گا۔ تو اسی بنا و پر خدا کے وجود سے بھی انکار لازم آئے گا اور اس طرح پادری صاحب کو اپنے خدا کے وجود ہی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ نامعلوم جس بات کو ابتدائی منطق جاننے والا بچہ بھی سمجھ سکتا ہے اس کے سمجھنے سے پادری صاحب باوجود منطق اور حکمت کا ماہر ہونے کے دعوے کے کیوں قاصر رہتے ہیں۔

پادری صاحب فرماتے ہیں کہ توحید کے متعلق ایک دوسرا اسلامی تصور یہ ہے کہ اللہ تو ایسا واحد محض اور واحد مطلق ہے جس میں کسی طرح کی کثرت نہیں پائی جاتی اور اس کی کثرت ہر طرح کی وحدت کی ضد ہے۔ پادری صاحب کے نزدیک توحید کا یہ تصور سراسر خلاف واقعہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایسی توحید کا نہ تو کوئی ایجابی مفہوم نکلتا ہے اور نہ دلائل عقلیہ سے اس کا ...... اثبات ہو سکتا ہے اور نہ کائنات عالم میں اس کی مثال تک موجود ہے۔ گویا خدا مجہول ہے جس کا علم حاصل ہونا ناممکن ہے۔ ان کے نزدیک ایسی بسیط ہستی سے ایک چیز سے زیادہ کا صدور محال ہے (باقی)

اُذکُروا مَوتاکم بالخیر

محترم عبدالرحمٰن خاں صاحب بنگالی مرحوم سابق مبلغ امریکہ

مرحوم عبدالرحمٰن خاں صاحب بنگالی سابق مبلغ امریکہ کی وفات پر احمدیہ مشن امریکہ نے واشنگٹن (امریکہ) سے شائع ہونے والے جماعت کے رسالہ "دی مسلم سن رائز" کا ایک خاص ضمیمہ شائع کیا۔ جسے محترم بنگالی صاحب مرحوم کے فوٹو سے مزین کیا گیا۔ اس ضمیمہ میں محترم چوہدری شکر الٰہی جبین صاحب مبلغ انچارج امریکہ مشن واڈیٹر رسالہ مذکور نے محترم بنگالی صاحب مرحوم کی علالت۔ وفات تجہیز و تکفین اور جنازہ کے ڈیٹن (امریکہ) سے ربوہ منتقل کرنے اور افرادِ جماعت امریکہ کے جذباتِ محبت و تعزیت پر مشتمل ایک مفصل نوٹ لکھا جس کا ترجمہ قارئینِ بدر کے استفادہ کے لئے شائع کیا جاتا ہے

ایڈیٹر

محترم عبدالرحمٰن خاں صاحب بنگالی ایک لمبی بیماری کے بعد کہ جس میں آپ گذشتہ دسمبر میں عارضۂ قلب کے حملہ کے بعد مبتلا ہوئے مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۷۲ء بروز منگل قریباً نو بجے صبح ڈیٹن (اوہیو۔ امریکہ) میں وفات پا گئے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون

مرحوم کے متعلق یہ خیال کر لیا گیا تھا کہ ان کی صحت اس قدر بحال ہو چکی ہے کہ وہ واپس جانے کے لئے لمبا سفر کر سکتے ہیں چنانچہ وفات سے تھوڑی دیر قبل ہی ڈاکٹروں نے آپ کو ہسپتال سے فارغ کر دیا تھا۔ اور آپ اپنے وطن میں اپنے بچوں کے پاس جانے کے لئے پروگرام بنا رہے تھے۔

۱۶ مئی ۱۹۷۲ء کی صبح کو نماز فجر کے بعد محترم بنگالی صاحب اپنے کوارٹر سے اس کچن کی طرف گئے جو مسجد سے ملحق ہے اور آپ نے اپنا ناشتہ تیار کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے مدد کے لئے گھر فون کیا۔ جس پر دو احمدی بہنیں اور ایک احمدی بھائی جو آپ کی نگہداشت کر رہے تھے جلدی سے آپ کی مدد کو گئے۔ آپ سینہ میں شدید درد محسوس کر رہے تھے۔ آپ نے اشارہ سے نائٹرو گلیسرین کی گولیاں مانگیں جو فوری طور پر آپ کو کھلا دی گئیں جن لوگوں نے آپ کی اس وقت خدمت کی ان میں بہن شفیق۔ بہن کریم اور برادر محمود شامل ہیں۔ بہن امۃ اللطیف جو رجسٹرڈ نرس ہیں اور مسجد کے قریب ہی رہتی ہیں ہسپتال سے اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر آئی ہی تھیں کہ انہیں مدد کے لئے فوری طور پر بلا لیا گیا اور اے آر ظفر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھی جلد ہی موقع پر پہنچ گئے۔

محترم عبدالرحمٰن خاں صاحب کو بستر پر لٹا دیا گیا جہاں آپ نے تین گہرے سانس لئے اور پھر بیہوش ہو گئے۔ آپ کو ایمبولینس کار میں ڈال کر ہسپتال لے جایا گیا۔ لیکن وہاں جانے پر ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ محترم بنگالی صاحب کی وفات کے وقت میں زئیون الینوئز (Zion Illinois) واپس چلا گیا تھا تا میں تحریک احمدیت سے متعلق ایک پروگرام میں حصہ لے سکوں جو واکیگن الینوئز (Waokegan Illinois) سے براڈ کاسٹ کیا جانے والا تھا۔ وفات کی خبر واشنگٹن میں بذریعہ ٹیلیفون دی گئی۔ جہاں سے وہ مجھے پہنچائی گئی۔

ہم سب نے محسوس کیا کہ مناسب یہی ہے کہ محترم بنگالی صاحب کی نعش کو جلدی سے ربوہ پہنچایا جائے تا آپ وہاں بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت حاصل کر سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریک الوصیّۃ میں حصہ لینے والوں کا انعام ہے جو لوگ وہاں دفن ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کے وارث ہوتے ہیں۔ اور میں نے اس بات کو مناسب خیال نہ کیا کہ ایسا شخص جس نے تبلیغ اسلام کے مقدس فرض کو نہایت وفاداری سے ادا کیا ہو اور میدانِ جہاد ہی میں جامِ شہادت نوش کیا ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی اس خاص رحمت سے محروم رکھا جائے محترم بنگالی صاحب موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کئے جانے کا حق رکھتے تھے۔ اور حضرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص اس مقبرہ میں دفن ہو گا وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ اور یہ ہم میں سے ہر ایک کی دلی خواہش ہے کہ اسے یہ سعادت نصیب ہو۔ چنانچہ برادر اے آر ظفر کے ساتھ مل کر یہ انتظام کیا گیا کہ آپ کی نعش کو بذریعہ جہاز فوری طور پر ربوہ بھجوانے کے لئے تیار کیا جائے۔ اور ساتھ ہی میں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں ہدایت کے لئے بذریعہ تار اس کی اطلاع دے دی۔ اور ٹیلیفون پر حضور انور سے ہدایت کے لئے رابطہ قائم کیا گیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ محترم بنگالی صاحب کی نعش کو جتنی جلدی ہو سکے ربوہ پہنچانے کا انتظام کیا جائے حضور انور کے اس ارشاد کی تعمیل کے سلسلہ میں سارے انتظامات اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی سہولت کے ساتھ ہو گئے۔ قانونی اور میڈیکل رکاوٹوں کو جو نعش کو بذریعہ جہاز ربوہ بھیجنے میں حائل تھیں، دور کرنے کا کام برادر اے آر ظفر صاحب کے سپرد کیا گیا اور جو کام دنوں میں ہونا تھا وہ گھنٹوں میں ہو گیا۔ برادر عبدالکریم صاحب امیر جماعت احمدیہ شکاگو اور

برادر رشید احمد صاحب (جو مڈ ویسٹ کے سرکل کے امیر ہیں) نے اپنی خدمات پیش کیں اور ہم تینوں برادر عبدالکریم صاحب کی کار میں فوراً ڈیٹن روانہ ہو گئے اور اسی دن شام کو وہاں پہنچ گئے۔ دوسرے دن آٹھ بجے نعش کو تیار کر لیا گیا۔ تمام قانونی سرٹیفکیٹ حاصل کر لئے گئے اور سفر کے انتظامات مکمل ہو گئے۔ برادر عبدالکریم صاحب۔ برادر رشید احمد صاحب۔ برادر اے آر ظفر صاحب اور خاکسار تجہیز و تکفین کرنے والوں کے پاس گئے۔ اور نعش کو تدفین کے لئے اسلامی اصول کے مطابق کفنانے کا کام مکمل کیا۔ اور جنازہ کو ایک خاص قسم کے تابوت میں رکھا جو نعش کو سمندر پار بھیجنے کے لئے مخصوص ہے۔

انتظامات کے جلد تکمیل پذیر ہو جانے کی وجہ سے یہ ممکن ہو گیا تھا کہ تابوت پر ایک مُہر شدہ شیشہ کا پردہ لگا دیا جائے تا کہ تابوت ربوہ میں کھولا جا سکے۔ اور مرحوم کے خاندان کے افراد اور دوسرے دوست اور احباب اپنے مجاہد بھائی کا آخری دیدار کر سکیں۔

ایک بجے تجہیز و تکفین کرنے والوں کے دفتر میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں ڈیٹن کے احمدیوں نے شرکت کی۔ پھر ہم ہوائی اڈہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ تین بج کر تین منٹ پر ہم T.W.A جہاز پر تھے جو نیویارک کی گارڈیا ایرپورٹ کو جا رہا تھا۔ میں اور ہمارے امریکن احمدی بھائی رشید احمد صاحب (جو ایک لمبا عرصہ ربوہ میں مقیم رہنے کی وجہ سے وہاں معروف ہیں) نیویارک تک نعش کے ساتھ گئے۔ اور وہاں ہم نے نعش کو جے ایف کینیڈی ایرپورٹ منتقل کرنے اور وہاں سے پی آئی اے کے جہاز کے ذریعہ لائلپور بھیجنے کے مناسب انتظامات کئے۔ اس کے بعد مرکز سے ایک تار موصول ہوئی جس میں بتایا گیا تھا کہ نعش بحفاظت پہنچ گئی ہے۔ الحمد للہ

محترم عبدالرحمٰن خاں صاحب بنگالی دسمبر ۱۹۰۷ء میں برہمن بڑیہ میں پیدا ہوئے۔ عین عالم شباب میں ہی آپ نے احمدیت قبول کر لی اور ہمیشہ اس کے لئے جوش و خروش دکھایا۔ اور اس برکت کی قدردانی کا اظہار کیا جسے صرف وہی احمدی جانتے ہیں جو اس نعمت کے حصول کے بعد اس کی قدر و قیمت کو جانتے اور اس کے صحیح عرفان سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ آپ نے

اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں تدریس میں صرف کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کو مشنری کے طور پر خدمتِ اسلام کے لئے طلب کیا گیا اور ۱۹ اپریل ۱۹۶۳ء کو امریکہ بھجوایا گیا۔ جہاں آپ کئی سال تک خدمتِ اسلام بجا لانے کے بعد واپس وطن گئے۔ اور ۹ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو آپ کو دوبارہ یہاں بھیج دیا گیا۔ امریکہ میں آپ نے پہلے پٹس برگ مشن میں اور پھر کلیولینڈ (اوہیو) مشن میں کام کیا کلیولینڈ کے میئر نے آپ کو شہر کی چابی پیش کی اس کے بعد آپ کا تقرر ڈیٹن ہو گیا۔

محترم بنگالی صاحب دوسرے خوش نصیب مبلغ ہیں جنہوں نے امریکہ میں احمدیت کی خاطر کام کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ پہلے شہید محترم مرزا منور احمد صاحب تھے جو پٹسبرگ پنسلوانیا میں مدفون ہیں۔

ان لوگوں سے جو ڈیٹن میں آپ کے قریب رہتے تھے معلوم ہوا کہ وفات سے قبل جمعہ کے روز آپ نے احمدی دوستوں کو بار بار دعا کے لئے کہا کہ ان کا انجام اچھا اور مبارک ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور آپ کے امریکی بہنوں بھائیوں کی دعاؤں کو قبول کر لیا۔

میں ان دوستوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے جہاں بھی ضرورت پڑی اپنی خدمات پیش کیں ہم تجہیز و تکفین کرنے والوں کے بھی ان کے کریمانہ سلوک اور مفید خدمات کی وجہ سے ممنون ہیں۔ ہم برادر منور احمد سعید صاحب کے بھی شکر گزار ہیں کہ وہ واشنگٹن سے بذریعہ ہوائی جہاز نیویارک آئے اور نعش کو ربوہ پہنچانے کا انتظام کرنے میں مدد کی۔ ہم برادر عبدالکریم صاحب اور برادر رشید احمد صاحب کے بھی احسان مند ہیں جنہوں نے ہر جگہ اور ہر وقت اپنی خدمات پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے پاس سے بہترین جزا دے آمین

(ترجمہ از "دی مسلم سن رائز" واشنگٹن شمارہ ۱ ۱۹۷۲ء)

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کی اہلیہ عرصہ ڈیڑھ ماہ سے سخت بیمار ہیں۔ مقامی ڈاکٹروں کے علاوہ امرتسر اور بٹالہ سے بھی علاج کروایا گیا لیکن کامل افاقہ نہیں ہوا۔ احباب کرام و بزرگانِ سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار فتح محمد گجراتی درویش

۲۔ محترم مولوی محمد ایوب صاحب ریٹائرڈ اے ڈی ایم بھاگلپور گذشتہ دو ماہ سے دل کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ احباب کرام اور بزرگانِ سلسلہ سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمادیں

خاکسار فیض احمد گجراتی درویش قادیان

قسط ۲

"سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے"

(المسیح الموعودؑ)

از عزیز محمد حمید کوثر متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

جب اس مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا انگریزی ترجمہ "ٹیچنگز آف اسلام" کے نام سے شائع ہوا تو مغربی محققین نے بڑا ہی بیش قیمتی آراء اس مضمون کے متعلق تحریر کیں مثلاً

۱۔ سپرچوال جنرل بوسٹن نے لکھا:۔
"یہ کتاب بنی نوع انسان کے لئے ایک خالص بشارت ہے"

۲۔ تھیا سوفیکل بک نوٹس نے لکھا:۔
"یہ کتاب محمد (صلعم) کے مذہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے"

۳۔ انڈین ریویو نے لکھا:۔
"اس کتاب کے خیالات روشن جامع اور حکمت سے پر ہیں اور پڑھنے والے منہ سے بے اختیار اس کی تعریف نکلتی ہے"

۴۔ مسلم ریویو نے لکھا:۔
"اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا اس میں بہت سے سچے اور عمیق اور اصلی اور روح افزا خیالات پائے گا"

۵۔ اس وقت ایک اور اژدہا اسلام پر حملہ آور تھا اور یہ تھا عیسائی اور صلیبی مذہب اس مذہب کے بنیادی عقاید کو توڑ مروڑ کر پادریوں نے مضحکہ خیز اور گمراہ کن شکل دے دی تھی۔ اور حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیا گیا اور بتایا گیا کہ خدا کا بیٹا محض ہمارے گناہوں کی خاطر صلیب پر چڑھ کر ہمارے لئے کفارہ ہو گیا۔ گویا ان کے زعم باطل میں کفارہ کا فرحت بخش جھونکا ہی ان کے لئے دنیاوی اور اخروی زندگی میں سرخروئی کے لئے کافی ہے۔

قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے آج سے چودہ سو سال قبل اس لرزہ خیز فتنہ سے عوام الناس کو ان الفاظ میں آگاہ کر دیا تھا

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدائے رحمان نے بیٹا بنا لیا ہے تو کہہ دے تم ایک بڑی سخت بات کہہ رہے ہو قریب ہے کہ تمہاری بات سے آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر جا پڑیں۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے خدائے رحمٰن کا بیٹا قرار دیا ہے اور خدائے رحمٰن کی شان کے یہ بالکل خلاف ہے کہ وہ کوئی بیٹا بنائے

عیسائیت کے حملے کے وقت مسلمان سخت مایوسی کا شکار تھے اور اس زبردست حملے کی وجہ سے پریشان بھی ہو گئے اور پریشان کیوں نہ ہوتے جبکہ "حیات مسیح" کے بے اصل عقیدہ کے ذریعہ وہ خود عیسائیوں کے ہاتھ مضبوط کر چکے تھے۔۔ ان ہی وجوہات کی بناء پر ہندوستانی مسلمان بڑی تیزی سے عیسائیت کا شکار ہوتے چلے جا رہے تھے۔ چنانچہ چارلس ایچیسن نے ۱۸۸۸ء میں شملہ کی ایک میٹنگ میں اس کا اظہار ان الفاظ میں کیا:۔

"جس رفتار سے ہندوستان کی معمولی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے چار گنا تیز رفتاری سے عیسائیت اس ملک میں پھیل رہی ہے اور اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد دس لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے"

(بحوالہ کتاب بانی سلسلہ احمدیہ اور انگریز)

ایسے حالات میں سرزمین قادیان کی ایک بیقرار روح تڑپ اٹھی اور نصرت الٰہی سے ایک شمشیر براں "مسیح ہندوستان میں" عیسائیت کی گردن پر رکھ دی۔ اور براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ سے نیز عقلی اور نقلی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ صلیب سے زندہ بچ کر ہندوستان (کشمیر) میں آئے اور ۱۲۰ سال کی عمر پا کر یہاں کی سرزمین میں ہی دفن ہوئے۔ چنانچہ حقیقت پسند عیسائی بھی اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہیں کہ واقعی اس شمشیر مسیح نے صلیبی مذہب کو پاش پاش کر دیا اور حدیث شریف کے یہ الفاظ بڑی شان سے پورے ہوئے کہ یکسر الصلیب یعنی آنے والا مسیح صلیب کو پاش پاش کر دے گا۔

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ۸۴ تصنیفات کے ذریعہ سے نہ صرف عیسائیت کی بلکہ دیگر ادیان کے غلط عقاید کی قلعی کھول دی۔ اور ان کو حجت سے پامال کر دیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

مولانا ابو الکلام آزاد نے آپؑ کے قلمی جہاد اور دفاعی کارناموں سے متاثر ہو کر آپؑ کی وفات پر یہ تحریر کیا:۔

"وہ شخص، بہت بڑا شخص، جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں، وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔۔۔ دنیا سے اٹھ گیا۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون ہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا"

(اخبار وکیل امرتسر)

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ تمام بنی نوع انسان کو سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدمت اسلام کے متعلق اس عظیم الشان کام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے سینوں کو حقیقی اسلام کی خدمت کے لئے اس رنگ میں کھول دے کہ وہ دل و جان سے اس تبلیغی جہاد میں شامل ہو جائیں جس کے ذریعہ سے اسلام کی روحانی فتح مقدر ہے

آمین

وقف جدید میں شمولیت ایک لازوال نعمت ہے

احباب جانتے ہیں کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید میں ہر بچے بوڑھے اور عورت کو شامل ہونے کی تحریک فرمائی ہے اور آپ نے تبلیغ اسلام کی جو بھی سکیمیں پیش فرمائی ہیں ان میں وقف جدید کے جہاد کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ آپ نے کئی مرتبہ فرمایا ہے کہ اگر جماعت کا ہر فرد صرف آٹھ آنے ماہوار اس میں دے تو ہماری تربیتی مہم کئی گنا تیز ہو سکتی ہے۔ پس احباب جماعت کا فرض ہے کہ خواہ اور کتنی ہی ذمہ داریاں کیوں نہ ہوں وقف جدید کے بارے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں

صرف چھ روپے سالانہ ادا کر کے آپ قرآن مجید کی اشاعت اور تعلیم کی بے پایاں برکات برکات میں مستقل حصہ لے سکتے ہیں اور یہ برکات جاودانی حیثیت رکھتی ہیں

آپ اگر اس بابرکت تحریک میں حصہ لیں گے تو آپ کا دل ان برکات کو خود محسوس کرے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ادائیگی زکوٰۃ اور عہدیداران جماعت کا فرض

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے جن کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں جہاں اقیموا الصلوٰۃ کا حکم آیا ہے وہاں آتوا الزکوٰۃ کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر دوست قرآن پاک کے اس حکم پر عمل پیرا ہیں اور بغیر کسی تحریک کے اس اہم ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں لیکن نظارت ہذا کی معلومات کے مطابق بعض ایسے احباب بھی ہیں جن پر زکوٰۃ تو واجب ہوتی ہے لیکن یا تو مسائل زکوٰۃ سے ناواقفیت کی وجہ سے یا اپنی غفلت کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر رہے۔ لہٰذا عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مقامی طور پر ایسے احباب کا جائزہ لیتے رہا کریں اور تحریک فرماتے رہا کریں۔ نظارت ہذا نے ایک رسالہ مسائل زکوٰۃ چھپوایا ہوا ہے جو تمام جماعتوں کو بھجوایا گیا اگر کسی دوست کو ضرورت ہو تو کارڈ آنے پر مفت بھجوا دیا جائیگا

ناظر بیت المال آمد قادیان

ہندوستان اور مسلمان (بقیہ صفحہ ۲)

ہندوستان میں بھی جو ایک بہت بڑا دیش ہے یقیناً خدا کے نبی آئے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان میں ہونے والے ایک نبی اوتار کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

کان فی الھند نبیّاً اسود اللّون اسمہٗ کاھنًا۔
(تاریخ ہمدانی دیلمی باب الکاف)

یعنی ملکِ ہند میں ایک نبی گذرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اور اس کا نام کاہن تھا۔ کرشن جی کو ہندوستان میں کنہیا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے اس نام کی بھی تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ کنہیا اور کاہن میں بہت معمولی فرق ہے۔ اور دُنیا کی بہت سی زبانوں میں ایسے تھوڑے تغیر و تبدل کے ساتھ بہت سے نام پائے جاتے ہیں۔

ہندوستان میں ہونے والے مسلمان بزرگوں نے بھی قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں اور مذکورہ حدیث کے پیشِ نظر اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ دوسری امتوں اور قوموں میں بھی خدا کے پیغمبر مبعوث ہوتے ہیں۔ اور ہندوستان بھی ان پیغمبروں سے محروم نہیں رہا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مُرید اور بہت بڑے عالم اور بزرگ مولانا خواجہ محمد سعید کو لکھتے ہیں کہ

"اگلی امتوں میں جب ہم غور کرتے ہیں تو کم ایسا ملک پاتے ہیں کہ جہاں کوئی پیغمبر نہ مبعوث ہوئے ہوں حتیٰ کہ ملکِ ہند جو بظاہر حالات ایسے معاملہ سے دُور معلوم ہوتا ہے، اس میں بھی ہم جانتے ہیں کہ اہلِ ہند میں سے بھی کئی پیغمبر مبعوث ہوتے ہیں۔ اور اپنی اُمت کو خدائے جلّ شانہٗ کی طرف دعوت دیتے رہے۔ اور مجھے بعض شہروں میں ملکِ ہند کے محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا نورِ شرک کی تاریکی میں برنگِ مشعل روشن ہے۔ اگر میں چاہوں تو ہند کے ان شہروں کی تعیین کر سکتا ہوں۔"
(مکتوباتِ امام ربانی مکتوب ۲۵۹ جلد اول صفحہ ۴۸۲ مطبع احمدی دہلی)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں ہندوستان کے مشہور اولیاء میں سے ہیں۔ انہوں نے جو ایک دفعہ حضرت کرشن کے متعلق ایک کشف کی تعبیر بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں آ چکا ہے کہ ہر قریہ میں ہدایت کرنے والا گذرا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہندو میں بھی کوئی ہادی گزرا ہوگا۔ اس تقدیر پر یہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے عہد کے ولی ہوں یا نبی۔
(ارشادِ رحمانی طبع اول مصنفہ مولوی محمد علی صاحب خانقاہ مونگھیر)

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب ست دھرم وچار کے ص۳۵ پر فرماتے ہیں۔ "رام چندر اور کرشن نبی تھے"۔ پھر اپنی کتاب مباحثہ شاہجہانپور میں فرماتے ہیں کہ:-

"کیا عجب جس کو ہندو صاحب اوتار کہتے ہیں اپنے زمانہ کے نبی یا ولی یعنی نائب نبی ہوں۔ قرآن شریف میں بھی یہ ارشاد ہے منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک۔ سو کیا تعجب کہ انبیاءِ ہندوستان بھی انہی نبیوں میں سے ہوں۔ جن کا تذکرہ آپ سے نہیں کیا گیا۔

مولانا موصوف نے اس شبہ کا بھی ازالہ فرمایا ہے کہ ہندوؤں کے اوتار ولی یا نبی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ جبکہ انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا اور بعض نامناسب افعال اُن سے سرزد ہوئے جیسا کہ آج کل ہندو ان باتوں کے معتقد ہیں۔ مولانا موصوف جواب دیتے ہیں کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف دعویٰ خدائی نصاریٰ نے منسوب کر دیا۔ حالانکہ دلائل عقلی و نقلی اس کے مخالف ہیں ایسے ہی کیا عجب کہ سری کرشن اور سری رام چندر کی طرف بھی یہ دعویٰ بر دروغ منسوب کر دیا ہو۔
(مباحثہ شاہجہانپور ص۳۱)

مولوی وحید الزمان صاحب تفسیر وحیدی میں زیر آیت وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر لکھتے ہیں کہ "حضرت کرشن علیہ السلام خدا کے برگزیدہ اور راستباز انسان تھے۔ اور وہ اپنے زمانہ میں اپنی قوم کے لئے خدا کی طرف سے نذیر ہو کر آتے تھے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر اس آیت سے یہ صاف نکلتا ہے کہ ہر ملک اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہو چکے ہیں"

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام جو اس صدی کے امام و مجدد اور مسیح موعود ہیں وہ علیٰ وجہ البصیرۃ رام چندر جی مہاراج اور کرشن جی مہاراج کے اوتار اور نبی ہونے کے قائل ہیں۔ چنانچہ آپ کتاب چشمہ معرفت میں فرماتے ہیں:-

"ہم اس بات کا اعلان کرنا اور اپنے اس اقرار کا تمام دنیا میں شائع کرنا اپنی ایک سعادت سمجھتے ہیں کہ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تھے ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنے والے جو آریوں کے مقدس بزرگ تھے۔ جیسا کہ راجہ رام چندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تھے۔" (چشمۂ معرفت ص۱۱)

پیغام صلح میں فرماتے ہیں:-

"سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا اور خدا اس سے ہم کلام ہوتا تھا۔" (پیغام صلح ص۱۱)

تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بار ہا مجھے اطلاع دی ہے کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص گذرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا۔"
(تحفہ گولڑویہ ص۱۳۰ حاشیہ)

لیکچر سیالکوٹ میں فرماتے ہیں:-

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے رُوح القدس اُترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔"
(لیکچر سیالکوٹ ص۳۳)

(باقی آئندہ)

برطانیہ میں غانا کے ہائی کمشنر سے جماعتِ احمدیہ کے ایک وفد کی ملاقات (بقیہ صفحہ اول)

اس کے بعد محترم امام صاحب نے ہائی کمشنر صاحب کو قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ ہز ایکسی لینسی نے قرآن مجید بڑے احترام اور خوشی کے ساتھ لیا۔ اور کہا کہ میں نے اس سے قبل بھی قرآن پڑھا ہے۔ اور کہا کہ سچائی دوسرے مذاہب کی الہامی کتابوں میں بھی ہے۔ مگر میں نے سب سے بڑھ کر سچائی قرآن میں پائی۔

محترم امام صاحب نے لندن مشن کی مطبوعات کا ایک سیٹ اور AFRICA SPEAKS کی ایک کاپی بھی ہائی کمشنر صاحب کو پیش کی۔ جسے انہوں نے بڑی دلچسپی سے دیکھا۔ اور سالٹ پانڈ کی تصاویر دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ہز ایکسی لینسی خود سالٹ پانڈ کے رہنے والے ہیں۔

ہز ایکسی لینسی نے ارکانِ وفد اور اپنے ذاتی عملے کے ساتھ متعدد فوٹو اتروائے۔ یہ ملاقات تقریباً آدھ گھنٹہ رہی۔

اللہ تعالیٰ جماعت کی مساعی میں برکت عطا کرے اور متلاشیانِ حق کو رُشد و ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

نتیجہ درجہ ثالثہ (فائنل) مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان کی فائنل کلاس (درجہ ثالثہ) کے نتیجہ کا نظارت تعلیم نے اعلان کر دیا ہے۔ فائنل امتحان میں کُل چار طلباء شریک ہوئے تھے۔ الحمد للہ کہ چاروں طلباء اپنے نمبروں سے کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور نتیجہ سو فیصد رہا۔ اسماء اور نمبروں کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو ان عزیزوں کے لئے باعثِ برکت بنائے اور انہیں بہتر رنگ میں سلسلہ کی خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نمبر شمار	اسماء طلباء	کُل نمبر	نمبر حاصل کردہ
۱	عزیز عبد الرشید ضیاء	۸۰۰	۵۲۲
۲	″ مظفر احمد فضل	″	۴۸۳
۳	″ سی۔ محمد فاروق	″	۴۶۷
۴	″ شکیل احمد طاہر	″	۴۵۶

ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال جنوبی ہند

جماعت ہائے احمدیہ آندھرا اور میسور کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال یکم ستمبر سے ۱۰ اکتوبر تک مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مالی دورہ کریں گے جس میں وصولی اور چیکنگ چندہ جات کے علاوہ بجٹ ۷۳-۱۹۷۲ء بھی تیار کریں گے۔ عہدیداران سے درخواست ہے کہ ان سے پورا پورا تعاون فرمادیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	تاریخ روانگی	قیام
۱	ظہیر آباد	۱-۹-۷۲	۲-۹-۷۲	۱ یوم
۲	چنداپور کاماریڈی	۲-۹-۷۲	۳-۹-۷۲	۱
۳	وڈمان چنتہ کنٹہ	۳-۹-۷۲	۷-۹-۷۲	۳
۴	اُوٹکور	۷-۹-۷۲	۸-۹-۷۲	۱
۵	دیو درگ	۸-۹-۷۲	۹-۹-۷۲	۱
۶	تیماپور شوراپور	۹-۹-۷۲	۱۰-۹-۷۲	۱
۷	یادگیر	۱۰-۹-۷۲	۱۳-۹-۷۲	۳
۸	حیدرآباد و سکندرآباد	۱۴-۹-۷۲	۲۱-۹-۷۲	۶
۹	کرنول	۲۱-۹-۷۲	۲۲-۹-۷۲	۱
۱۰	بنگلور	۲۲-۹-۷۲	۲۵-۹-۷۲	۲
۱۱	مرکرہ	۲۵-۹-۷۲	۲۷-۹-۷۲	۲
۱۲	شیموگہ	۲۷-۹-۷۲	۲۸-۹-۷۲	۱
۱۳	سوراب ساگر	۲۸-۹-۷۲	۲۹-۹-۷۲	۱
۱۴	شیموگہ	۲۹-۹-۷۲	۳۰-۹-۷۲	½
۱۵	ہبلی	۳۰-۹-۷۲	۲-۱۰-۷۲	۲
۱۶	بلگام	۲-۱۰-۷۲	۳-۱۰-۷۲	۱
۱۷	نندگرگھ	۳-۱۰-۷۲	۴-۱۰-۷۲	۱
۱۸	ساونت واڑی۔ باندہ	۴-۱۰-۷۲	۵-۱۰-۷۲	۱
۱۹	بلگام	۵-۱۰-۷۲	۵-۱۰-۷۲	½
۲۰	بمبئی	۶-۱۰-۷۲	۹-۱۰-۷۲	۳
۲۱	حیدرآباد	۱۰-۱۰-۷۲	—	—

ولادت

مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب سکندرآباد کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۷ ظہور (اگست) کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مولانا عبد المالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد کا نواسہ اور مکرم سیٹھ علی محمد الٰہ دین صاحب کا پوتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بچے کے کان میں اذان دی۔ اور حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے اُسے شہد چٹایا۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ سے زچہ بچہ کی صحت وسلامتی اور نومولود کے خادم دین ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: بشیر الدین الٰہ دین سکندرآباد

درخواست دعا

خاکسار کی اہلیہ کا آپریشن امرتسر دی۔ جے ہسپتال میں ہوا۔ ڈاکٹروں کے اندازہ کے خلاف ایک بہت بڑا پھوڑا اور تین گلٹیاں نکلیں۔ سارا پیٹ کھولا گیا تھا۔ اب ٹانکے کھول دیئے گئے ہیں لیکن مریضہ کی سہ سالہ مرض نے انہیں بہت لاغر کر دیا ہے اور ابھی قریباً ڈیڑھ ماہ تک گھریلو کام کاج کے قابل نہ ہوں گی۔ صحت کاملہ عاجلہ اور جملہ پریشانیوں سے نجات پانے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان

سیکرٹریان اُمور عامہ توجہ فرمائیں

ایک عرصہ سے دفتر نظارت ہذا میں جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی طرف سے سیکرٹریان امور عامہ کی ماہانہ کارگزاری کے متعلق بہت کم رپورٹیں موصول ہو رہی ہیں۔ اور اس وجہ سے اکثر جماعتوں کے تنظیمی، اقتصادی اور معاشرتی حالات کا نظارت ہذا کو کوئی علم حاصل نہیں ہو رہا۔ جبکہ ان حالات کا نظارت ہذا کے علم میں مستحضر رہنا ضروری ہے۔ اب تمام صدر صاحبان جماعت احمدیہ کے ذریعہ بارہ بارہ عدد فارم رپورٹ ماہانہ مع فارم فرائض سیکرٹریان اُمور عامہ اور فارم کوائف رشتہ ناطہ بھجوائے جا رہے ہیں۔ (جس جماعت میں یہ فارم نہ پہنچیں وہ بذریعہ کارڈ اطلاع دے کر دوبارہ منگوا سکتی ہے) صدر صاحبان کا فرض ہے کہ جس جس جماعت میں باضابطہ طور پر سیکرٹری اُمور عامہ کی آسامی کا انتخاب ہو چکا ہے، سیکرٹریان اُمور عامہ سے ہر ماہ باقاعدہ اپنی تصدیق کے ساتھ ماہانہ رپورٹیں بھجوانے کا انتظام فرمادیں۔ اور جس جماعت میں اس عہدہ پر کوئی دوست منتخب نہیں ہوا وہاں صدر صاحبان خود کسی موزون دوست کے تعاون سے رپورٹیں بھجوایا کریں۔ نیز کوائف رشتہ ناطہ اوّلین فرصت میں مرتب کر کے بھجواتے جانے ضروری ہیں۔ اُمید ہے کہ احباب کماحقہٗ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ سے زیادہ توفیق اور سعادت عطا فرمائے آمین۔

ناظر اُمور عامہ قادیان

ضرورت کوائف رشتہ و ناطہ

تمام جماعتوں کے صدر صاحبان اور اُن افراد کی خدمت میں بھی جن کا کسی جماعت کی بجائے براہ راست مرکز کے ساتھ تعلق ہے۔ فارم کوائف رشتہ ناطہ نظارت ہذا کی طرف سے بھجوائے جا رہے ہیں۔ آج کل احباب جماعت کو اپنے بچوں کے رشتے طے کرنے کرانے میں بہت سی دقتیں اور پریشانیاں لاحق ہیں، جن کا حل سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ تمام احباب انفرادی یا جماعتی طور پر قابل شادی اناث و ذکور کے کوائف مرکز کو بہم پہنچائیں۔ جنہیں ریکارڈ کر کے نظارت ہذا انشاء اللہ پوری توجہ اور تندہی سے مناسب کارروائی عمل میں لائے گی۔ امید ہے کہ احباب نظارت ہذا کے ساتھ کماحقہٗ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

جس جماعت یا دوست کو فارم کوائف رشتہ ناطہ نہ مل سکے وہ دفتر سے دوبارہ طلب کر سکتے ہیں۔

ناظر اُمور عامہ قادیان

تصحیح بدر مجریہ ۲۷ وفا (جولائی) میں جو ہفتہ قرآن مجید کی رپورٹیں شائع ہوئی تھیں ان میں سے بھدرواہ کی رپورٹ بھجوانے والے کا نام غلطی سے درج نہ ہو سکا تھا۔ وہ رپورٹ مکرم عبد الرحمان خان صاحب سیکرٹری ہائی بھدرواہ نے بھجوائی تھی۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ (ایڈیٹر بدر)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

ڈنلپ ربڑ اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

Azad TRADING CORPORATION

58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والی ٹرک یا کار

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دُکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں:-

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ:- "Autocentre" فون نمبرز 23-1652 23-5222